عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۲۴ تا ۳۰ ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق یکم تا ۷ جنوری ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۱

ائمہ و خطباء کے لئے سرکاری خطبہ کی پابندی

دین پر عمل کرنے کا آسان طریقہ

دردِ دل کے واسطے...

مسئلہ ختمِ نبوّت اور قادیانیت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

قادیانیوں سے کسی معاملہ میں تعاون کرنا

س:...... اسٹیٹ ایجنٹ کے لئے کسی قادیانی کا گھر فروخت کرنا اور اس پر کمیشن لینا شرعاً کیسا ہے؟

ج:...... قرآن کریم، احادیث متواترہ اور امت محمدیہ کے اجماع سے یہ ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ تشریعی نہ کوئی غیر تشریعی، ہر طرح کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب اگر کوئی کسی بھی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا تو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جو شخص اس جھوٹے مدعی نبوت کی تصدیق کرے اور اسے مقتدا اور پیشوا، نیک و صالح انسان مانے وہ خود بھی کافر اور اسلام سے خارج ہوگا۔ قادیانی جھوٹے مدعی نبوت کو ماننے کی وجہ سے مسلمان نہیں، لیکن اس کے برعکس یہ اپنے آپ کو اصلی مسلمان اور دنیا کے سارے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ ہر قادیانی اپنی آمدنی کا کچھ حصہ اپنی جماعت کو ادا کرنے کا پابند ہے اس فنڈ کے ذریعہ عام مسلمانوں کو قادیانی بھی بنایا جاتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی اور طرح طرح کی سازشوں میں ملوث ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ ہر طرح کا بائیکاٹ کرنا واجب ہے۔ ان سے لین دین، خرید و فروخت کرنا یا کسی معاملہ میں ان کا تعاون کرنا جائز نہیں۔

مرہون مکان کا استعمال

س:...... ایک مکان ۱۵ لاکھ روپے کے عوض گروی رکھا، مالک مکان نے کہا کہ جب تک میں یہ رقم واپس نہیں کر دیتا تم اس مکان میں رہائش کر سکتے ہو، کیا ایسا کرنا صحیح ہوگا؟ یعنی بغیر کرایہ اس مکان میں رہنا اور اگر قرض ہی اس شرط پر دیا ہو تو کیا حکم ہے؟

ج:...... مرہون مکان کو آپ صرف اپنے قبضہ میں رکھ سکتے ہیں نہ اس کو خود استعمال کر سکتے ہیں اور نہ کسی دوسرے کو کرایہ پر دے کر اس کا کرایہ استعمال کر سکتے ہیں، ایسا کرنا شرعاً سود اور ناجائز ہے اور قرض اس شرط پر دینا کہ میں تمہارے مکان میں رہوں گا بغیر کرایہ کے، یہ بھی سود اور حرام ہے۔

چاندی کی انگوٹھی پہننا

س:...... چاندی کی انگوٹھی پہننا مستحب ہے یا مباح؟ اور اس کا وزن کتنا ہونا چاہئے؟

ج:...... مردوں کے لئے چاندی کی انگوٹھی کا استعمال جائز ہے، جس کا وزن ایک مثقال سے کم ہو، تقریباً ساڑھے تین ماشہ، لیکن بلا ضرورت چاندی کی انگوٹھی بھی پسندیدہ نہیں ہے اور مردوں کے لئے ایک انگوٹھی سے زائد انگوٹھیاں پہننا تو جائز ہی نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۸ ۲۴ تا ۳۰ ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق یکم تا ۷ رجنوری ۲۰۱۹ء شمارہ: ۱

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

داعی کبیر کی رحلت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
دین پر عمل کرنے کا آسان طریقہ	۸	حضرت مولانا عبدالحئی عارفیؒ
ائمہ و خطبہ کے لئے سرکاری خطبہ کی پابندی	۱۱	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو!	۱۳	مولانا محمد اعجاز عرفی
اسلامی حجاب.... احکام و آداب	۱۷	مفتی محمد قاسم قاسمی اوجھاری
مسئلہ ختم نبوت اور قادیانیت	۲۰	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی فضیلت

حدیث قدسی۳: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چار شخصوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے وہ بھی ان چاروں کو دوست رکھتا ہے، کسی نے کہا: یارسول اللہ! ان کے نام بتا دیجئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان چاروں میں سے ایک علی رضی اللہ عنہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ حضرت علیؓ کا نام لیا، پھر فرمایا: ابوذر، مقداد اور سلمان رضی اللہ عنہم اجمعین اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھ کو خبر دی ہے کہ وہ بھی ان کو دوست رکھتا ہے۔ (ترمذی)

حدیث قدسی۴: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف رکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے اور اس کمبل کو ایک کانٹے سے جوڑ رکھا تھا کہ ایک حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے سلام پہنچایا اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا بات ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے کمبل اوڑھ رکھا ہے اور سینہ پہ بجائے گھنڈی کے کانٹا لگا رکھا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال میرے لئے خرچ کردیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی جانب سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام کہہ دیجئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے کہ تم اس فقر اور مفلسی میں اس سے راضی ہو یا رنجیدہ ہو؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس پیام کو سن کر رو پڑے اور فرمایا: کیا میں اپنے رب سے ناراض ہوسکتا ہوں؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ (معالم التنزیل للبغوی)

مسافر کی نماز (نماز قصر)

س:......مسافر کسے کہتے ہیں؟

ج:......شرعی تعلیمات کے مطابق مسافر ایسے شخص کو کہتے ہیں جو کسی بھی مقصد سے اپنے رہائشی (اقامتی) شہر (علاقے) سے نکل کر ۴۸ میل (۷۸ کلومیٹر) یا اس سے زائد فاصلے پر جائے۔ (ایسا سفر اکیلا کرنے کی بھی اجازت ہے جبکہ کم از کم دو آدمیوں کو ایک ساتھ سفر کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو امیر (سفر میں پیش آنے والے امور کی انجام دہی کا ذمہ دار) بنالیا جائے۔ نیز اس شرعی سفر پر کوئی بھی عورت اکیلی نہیں جاسکتی اگر جائے گی تو گنہگار ہوگی۔ البتہ شوہر کے ساتھ یا اپنے قریبی یا اعتماد رشتے دار کا ساتھ ہونا ضروری ہے جس سے زندگی بھر میں کبھی نکاح ہی جائز نہ ہو)۔

س:......کیا اپنے رہائشی شہر کے علاوہ بھی کسی جگہ مسافرت کی حالت ختم شمار ہوسکتی ہے؟

ج:......جی ہاں! شریعت کے بتلائے ہوئے فاصلے پر پہنچ چکنے کے بعد اگر اس جگہ پر مسلسل مکمل پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلی جائے تو وہ شخص اس جگہ پر مقیم کہلائے گا اور اس کو نماز کے حوالے سے بھی شریعت کے وہ تمام احکامات پورے کرنے ہوں گے جو اپنے شہر اور علاقے میں وہ انجام دیتا رہا ہو۔

س:......نماز کے حوالے سے شریعت کا شرعی مسافر کے لئے کیا حکم ہے اور یہ حکم اختیاری ہے یا لازمی ہے؟

ج:......شرعی مسافر کے لئے حکم یہ ہے کہ دوران سفر جس فرض نماز کی ادائیگی کا وقت داخل ہوجائے اور اس نماز میں فرض چار رکعات ہوں تو چار کے بجائے دو رکعات پڑھے یعنی جب تک مسافر رہے: ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں کے چار فرض کے بجائے ان تینوں نمازوں میں دو فرض پڑھتا رہے اور دو اور تین رکعات والے فرض یعنی فجر اور مغرب کے فرض ہمیشہ کی طرح پورے پڑھتا رہے۔ نیز تین رکعات والے واجب یعنی روزانہ کے عشاء کے ساتھ پڑھے جانے والے وتر بھی پورے پڑھتا رہے نیز فجر کی دو سنتوں کے پڑھنے کا اہتمام بھی رکھے بقیہ تمام نمازوں کی سنتیں اور نوافل پڑھنے نہ پڑھنے کا اختیار ہے۔ شریعت کی طرف سے اس رعایت کو قصر کہتے ہیں اور قصر کا یہ حکم لازمی ہے اختیاری نہیں ہے۔ اگر کوئی مسافر شخص قصر یعنی دو کے بجائے چار یعنی فرض پورے پڑھے گا تو وہ گناہگار بھی ہوگا اور اس کے چار فرض قبول بھی نہیں ہوں گے، اس نے دو رکعت کے بعد قعدہ نہیں کیا ہوگا تو اسے دوبارہ پڑھنے ہوں گے اور دو پڑھنے ہوں گے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

داعیٔ کبیر کی رحلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علی عبادہٖ الذین اصطفی

بانیِ تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی برد اللہ مضجعہٗ کے تربیت یافتہ، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ وامام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ سرہما کے خلیفہ ومسترشد، حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی وحضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی نور اللہ مرقدہما کے رفیق کار ومعتمد، مجلس احرار کے رضا کار اور تحریک ختم نبوت کے کارکن، پاکستان میں تبلیغی جماعت کے تیسرے امیر، لاکھوں تبلیغی رفقاء کے مصلح، ہزاروں غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کرنے والے، پوری دنیائے انسانیت کے لئے درد دل رکھنے اور تڑپنے والے حضرت بھائی عبدالوہاب صاحب اس دنیا فانی کے ۹۶ برس گزار کر ۹ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۸ نومبر ۲۰۱۸ء بروز اتوار تہجد کے وقت داعیِ اجل کو لبیک کہتے ہوئے دارالبقاء کی طرف روانہ ہوگئے۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ ولہٗ ما أعطی وکل شيء عندہٗ بأجل مسمّٰی۔

آپؒ ۱۹۲۲ء کے آخر میں متحدہ ہندوستان کے دارالحکومت دہلی کے ضلع کرنال میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کا تعلق راجپوتوں کی ذیلی ذات (رنگڑ، رانگڑ) سے تھا۔ انہوں نے اسلامیہ کالج لاہور سے گریجویشن کی، جس کے بعد وہ انگریز سرکار میں تحصیلدار بھرتی ہوگئے۔ تقسیم ہند کے بعد نوکری چھوڑی، اسلام کے نام پر بننے والے پاکستان کی طرف ہجرت اور چک ۳۳۱ ای بی (ٹوپیاں والا) بورے والا، ضلع وہاڑی منتقل ہوئے اور یہیں سے تبلیغی جماعت میں شامل ہوئے۔ اللہ سے توکل کا ایسا پختہ یقین اپنے دل میں جگایا کہ اس کی روشنی سے دنیا بھر میں کروڑوں دلوں نے تسکین پائی۔ آپ کے ہاتھوں جلائے ہوئے دیئے دنیا بھر میں اسلام کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ آپ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے ان پہلے ۵ ساتھیوں میں بھی شامل تھے جنہوں نے اپنی پوری زندگی اللہ کے دین کی تبلیغ کے لئے وقف کی اور اللہ کی محبت کا حق ادا کیا۔ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ۱۹۱۷ء میں تبلیغی جماعت کی بنیاد رکھی تھی اور اپنے انتقال ۱۹۴۴ء تک جماعت کے امیر رہے، بانی کے انتقال کے بعد مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ ۱۹۶۵ء تک، ان کے بعد مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ ۱۹۹۵ء تک تبلیغی جماعت کے امیر رہے۔ پاکستان میں تبلیغی جماعت کی امارت کا جائزہ لیا جائے تو سب سے پہلے امیر محمد شفیع قریشیؒ تھے جن کی ۱۹۷۱ء میں رحلت کے بعد حاجی محمد بشیرؒ صاحب پاکستان میں تبلیغی جماعت کے دوسرے امیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۹۲ء میں حاجی بشیرؒ کے انتقال پرملال کے بعد حضرت حاجی عبدالوہابؒ تبلیغی جماعت کے پاکستان میں امیر مقرر ہوئے، جس کے بعد انہوں نے جس لگن اور شوق سے تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا، اس کی مثال نہیں ملتی۔ اپنی زندگی کے ۷۵ سال انہوں نے ایک ہی ادارے اور ایک ہی مقصد پر صرف کیے اور اپنے عملی کردار سے بہترین نتائج حاصل کیے جو بہت کم کسی کے حصے میں آئے۔

جناب بھائی حاجی عبدالوہاب صاحبؒ گزشتہ کئی سالوں سے علیل تھے اور گاہے بگاہے ان کے مختلف آپریشنز ہوتے رہتے تھے، ان کی عمر ۹۶ سال تھی اور وہ گزشتہ کئی روز سے وینٹی لیٹر پر تھے، جس کے باعث رواں سال کے تبلیغی اجتماع میں شرکت بھی نہیں کرسکے۔

راقم الحروف کی حضرت حاجی صاحبؒ سے دوبار تفصیلی ملاقات ہوئی، پہلی ملاقات کا تھوڑا سا احوال یہاں ذکر کروں گا۔ ۸ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۹ جون ۲۰۱۲ء بروز جمعہ بعد نماز عصر دوستوں کی معیت میں رائیونڈ مرکز پہنچا۔ سب سے پہلے علماء کرام کے بیان میں گیا، جو کہ روز نماز عصر کے بعد ہوا کرتا ہے اور اس دن حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحب بیان فرما رہے تھے، بیان کے بعد ان سے ملاقات ہوئی، حضرت نے انتہائی شفقت کا معاملہ فرمایا، بعد ازاں حضرت مولانا محمد جمشید علی خان صاحبؒ کے بیٹے مولانا صاحبزادہ عبیداللہ خورشید صاحب سے ملاقات ہوئی، پھر نماز مغرب کا وقت ہوگیا۔ مغرب کی

نماز مرکز میں پڑھنے کے بعد دعوت وتبلیغ پاکستان کے امیر حضرت الحاج محمد عبدالوہاب دامت برکاتہم کے کمرے میں اُن کے پاس حاضری ہوئی۔ کراچی کے تبلیغی بزرگ جناب ڈاکٹر نوشاد صاحب ہمراہ تھے، انہوں نے حضرت حاجی صاحب سے راقم الحروف کا تعارف کرایا کہ یہ ختم نبوت کراچی کے امیر، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اور مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کی جگہ ذمہ داری نبھار ہے ہیں، یہ بات سُننا تھی کہ حضرت حاجی صاحب نے ۱۹۴۰ء سے لے کر ۲۰۱۲ء تک مجلسِ احرار اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علمائے اسلام اور دعوت وتبلیغ سے متعلق پرانی یادوں کو تازہ کردیا۔

امیر شریعت حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، خطیب اسلام حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ، قائدِ ملت حضرت مولانا مفتی محمودؒ، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، مجاہد تحریکِ آزادی مرزا غلام نبی جانبازؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، حضرت مولانا تاج محمودؒ، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کے ایسے ایسے واقعات مع جزئیات کے سنائے، گویا یہ سارے بزرگ نگاہوں کے سامنے آ کھڑے ہوئے، اُن واقعات سے اندازہ ہوا کہ حضرت حاجی صاحب' مولانا محمد الیاسؒ اور مولانا محمد یوسفؒ کے ساتھ ساتھ حضرت شاہ جیؒ کے تو گویا عاشق ہیں، اس وقت ان کا انداز کچھ اس طرح تھا ''اُن کے فلاں جلسے میں میں موجود تھا، فلاں موقع پر میں اُن کے ساتھ تھا، ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں شریک تھا، فلاں موقع پر انہوں نے یہ فرمایا، فلاں پر انہوں نے یہ فرمایا'' ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضرت حاجی صاحب کے دماغ کی اسکرین پر یہ تمام واقعات نقش ہیں۔ حاجی صاحب نے جن واقعات کا بطور خاص ذکر کیا، ان میں سے چند ایک عرض کرتا ہوں:

امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایک واقعہ سنایا کہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت رائے پوریؒ نے فرمایا: بیعت نہیں کرتا، شاہ جیؒ نے خانقاہ میں دھرنا دے دیا اور صبح سے مغرب تک بیٹھے رہے، مغرب کے بعد حضرت رائے پوریؒ نے بلایا اور توبہ کرائی اور ساتھ ہی خلافت بھی دے دی اور فرمایا: ''اب لوگوں کو توبہ کرایا کرو۔''

فرمایا کہ: ختم نبوت کے ایک جلسے میں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے تقریر فرمائی، وہ تقریر اِتنی جان دار اور جامع تھی کہ اُس کے بعد کسی تقریر کی ضرورت نہ تھی، لیکن اس کے بعد شاہ جیؒ کی تقریر طے تھی، مگر شاہ جیؒ نے تقریر نہ فرمائی اور فرمایا کہ: اس تقریر کا تاثر قائم رہنا چاہئے۔

حاجی صاحبؒ نے راقم الحروف سے پوچھا کہ: ''شاہ جیؒ کی سوانح کس کس نے لکھی ہے؟'' بندہ نے عرض کیا: ''مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا سیّد محمد کفیل شاہ بخاری اور مولانا عبدالقیوم حقانی نے''، پھر پوچھا کہ: ''آپ کا دفتر پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ پر ہے؟'' راقم نے عرض کیا: ''جی ہاں!'' پھر پوچھا: ''وہاں سے رسالہ نکلتا ہے؟'' عرض کیا کہ: ''دفتر ختم نبوت کراچی سے ہفت روزہ ''ختم نبوت'' اور ملتان سے ماہنامہ ''لولاک'' نکلتا ہے۔'' حاجی صاحب نے فرمایا: ''لولاک تو فیصل آباد سے نکلتا تھا'' راقم نے بتلایا کہ: ''اب ملتان سے نکلتا ہے۔''

پھر حاجی صاحب نے فرمایا کہ: ''لندن میں جو ختم نبوت کا دفتر ہے میں وہاں گیا تھا، اِس دفعہ کی برطانیہ کی ختم نبوت کانفرنس ہوگئی؟'' بندہ نے عرض کیا کہ: ''۲۴ر جون کو ہو چکی ہے۔'' حاجی صاحب نے فرمایا: ''اس کی کچھ کارگزاری سناؤ؟'' بندہ نے جواب دیا کہ: ''حضرت! میں خود نہیں گیا تھا، بلکہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم امیر مرکزیہ، حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا مفتی خالد محمود اور دوسرے حضرات تشریف لے گئے تھے، ابھی میری مولانا اللہ وسایا صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی، اِس لئے مجھے علم نہیں ہے۔'' تو حاجی صاحب نے شفقت سے بندہ کے چہرہ پر ہلکی سی چپت لگائی، مفتی خالد محمود صاحب کا نام سنتے ہی حاجی صاحب نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' عرض کیا: ''مولانا عبدالمجید سکھرویؒ کے بیٹے ہیں۔'' ختم نبوت کی کانفرنس اور رسائل کے بارے میں پوچھنے سے اندازہ ہوا کہ حاجی صاحب کو بھی ختم نبوت کے کام کی فکر لگی رہتی ہے اور پروگراموں اور کانفرنسوں کی کارگزاری معلوم فرمایا کرتے ہیں۔

بہرحال حضرت حاجی صاحب نے کئی ایک واقعات سنائے اور یہ ملاقات دو گھنٹے کے طویل وقت پر محیط رہی، حضرت حاجی صاحب اپنی دعوتی وتبلیغی مصروفیات کے باعث کسی کو اِتنا زیادہ وقت نہیں دے پاتے، لیکن راقم الحروف کی خوش قسمتی کہ آپ نے بہت ہی محبت وشفقت فرمائی۔

گزشتہ سال بادشاہی مسجد لاہور میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے سلسلہ میں جب لاہور گئے تو جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس اور عالمی مجلس

تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا سعید خان اسکندر، حضرت مولانا مفتی محمد بن جمیل کے ہمراہ بھائی عبدالوہابؒ کی عیادت کے سلسلہ میں رائیونڈ مرکز گئے۔ آپ بڑی محبت سے حضرت ڈاکٹر صاحب اور دوسرے رفقاء کو ملے، آپ نے کئی باتیں ارشاد فرمائیں، من جملہ ان میں ایک بات یہ ارشاد فرمائی کہ: کچھ عرصہ سے ہمارے بعض اہل مدارس اور علمائے کرام مختلف عنوانات سے جدیدیت کی طرف بہہ رہے ہیں، وہ ہر مسئلہ اور معاملہ میں حکومتوں اور مقتدر قوتوں کی ہاں میں ہاں ملانے کو اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں، ہمارے اکابر اس کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ہماری کامیابی اپنے اکابر پر اعتماد اور ان کے متعین کردہ راستوں پر چلنے میں ہے۔ آخر میں بہت زیادہ دعاؤں سے نوازا اور ہمیں رخصت کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت حاجی صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے مشن پر گامزن حضرات کو ان کے نقشِ پا کی پیروی نصیب فرمائے، آمین۔

داعی الی اللہ، مبلغِ اسلام، استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد جمیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حادثۂ وفات کے چند دن بعد ۱۷ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۶ ر نومبر ۲۰۱۸ء بروز پیر رائیونڈ مرکز کے دوسرے بزرگ، داعی الی اللہ، مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد جمیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس دنیا فانی سے منہ موڑ کر راہیِ آخرت ہوگئے۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ ولہ ما أعطی وکل شيء عندہٗ بأجل مسمّٰی۔

حضرتؒ کی پیدائش ۱۹۴۶ء میں خان پور کے قریب چک نمبر ۲۶ سجہ میں ہوئی۔ آپؒ نے ابتدائی تعلیم اور حفظِ قرآن کی ابتداء جامعہ مخزن العلوم خان پور سے کی، تعلیمی سلسلہ موقوف ہوجانے کے بعد اپنے علاقے میں ایک تبلیغی جماعت کی آمد کی وجہ سے تبلیغ میں نکلنے کا ارادہ فرمایا۔ اسی دوران آپؒ کے دل میں دینی علوم حاصل کرنے کا پختہ داعیہ پیدا ہوا۔

آپ نے جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں داخلہ لیا، وہاں صرف ونحو بلاغت واصولِ فقہ کی اہم کتابیں پڑھیں۔ مزید تعلیم کے لئے جامعہ مخزن العلوم خان پور تشریف لے گئے، وہاں حدیث کی بڑی کتب مختلف اکابر اساتذہ سے پڑھیں، بخاری اول شیخ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اور بخاری ثانی حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب رحمۃ اللہ علیہ علیہ سے پڑھی۔ ردِ قادیانیت پر علم مناظرہ، مشہور مناظر مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔

فراغت کے بعد خان پور شہر ہی میں ''بلال مسجد'' میں شعبہ حفظ کی درس گاہ میں خدمات انجام دیں، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے فیض کو سارے عالم میں پہنچانا تھا، چنانچہ کچھ ہی عرصے بعد رائے ونڈ مرکز تشریف لے آئے اور مدرس مقرر ہوئے، اسی دوران رائے ونڈ مرکز کے امام مولانا حافظ سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرماگئے، حضرت مولانا سعید احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر آپ کو نائب امام مقرر کردیا گیا، پھر کچھ عرصہ بعد آپ کی حسنِ تلاوت کے سبب مستقل امام مقرر کردیا گیا، چنانچہ ۱۹۹۴ء سے وفات سے کچھ عرصہ قبل تک خود اسی مسجد میں امامت کراتے رہے۔

۱۹۹۹ء میں مدرسہ عربیہ تبلیغی مرکز رائے ونڈ میں دورہ حدیث کی ابتدا ہوئی تو آپ کو مؤطا امام مالکؒ ومؤطا امام محمدؒ کے اسباق ملے۔

آپؒ نے ابتدا میں اصلاحی تعلق شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت مفتی رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ سے قائم کیا، اُن کی رحلت کے بعد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے باقاعدہ اصلاحی تعلق قائم کیا اور بیعت بھی کی۔

کچھ عرصے سے کافی علیل تھے اور وفات سے تین دن قبل لاہور کے ایک ہسپتال میں ڈاکٹروں نے بیماری کے علاج میں جواب دے دیا، بالآخر عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا اور آپ نے داعیِ اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔

وفات سے اگلے روز منگل کو بعد نمازِ ظہر رائے ونڈ اجتماع کے پنڈال میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ کو حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں سپردِ خاک کردیا گیا، رحمہ اللّٰہ رحمۃ واسعۃ و نور اللّٰہ مرقدہٗ و برد اللّٰہ مضجعہٗ.

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے اہلِ خانہ، تمام متعلقین ومتوسلین وتلامذہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور اُمت کو ان صالحین کا نعم البدل عطا فرمائے، اور ہم سب کو اپنے اکابرین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین۔

دین پر عمل کرنے کا آسان طریقہ

عارف باللہ حضرت مولانا عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ

آج کل لوگ بکثرت یہ کہتے ہیں کہ اس دور میں دین پر عمل کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے۔ ہم چاروں طرف سے ایسے معاشرے میں گھرے ہوئے ہیں جو شر وفساد سے معمور ہے۔ جس میں ہر طرف بے دینی، بے حیائی، بے غیرتی پھیلی ہوئی ہے۔ گھریلو زندگی سے لے کر دفتروں اور بازاروں تک اور تعلیم گاہوں سے لے کر حکومت کے ایوانوں تک ہر جگہ شر کے محرکات اپنی پوری فتنہ سامانیوں کے ساتھ انسانوں کو گمراہ کرنے میں مشغول ہیں۔ ایسے میں اگر کوئی دین کے صحیح راستے پر چلنا بھی چاہے تو قدم قدم پر اس کے لئے مشکلات ہیں، لہٰذا دین پر ٹھیک ٹھیک عمل ہو تو کیسے ہو؟

اس سوال کا نظری جواب تو یہ ہے کہ وہ خالق کائنات جنہوں نے ہمیں اس دین کا پابند بنایا ہے، وہی اس تمام معاشرے کے بھی خالق ہیں۔ وہ خالق خیر بھی ہیں اور خالق شر بھی، دنیا میں کوئی پتا ان کے حکم اور مشیت کے بغیر نہیں ہلتا۔ نہ کوئی ذرہ ان کے حکم اور مشیت کے بغیر حرکت کرتا ہے تو کیا (معاذ اللہ) انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے جب میری ہی مشیت سے معاشرہ اتنا خراب ہو جائے گا؟ یقیناً معلوم تھا۔ پھر کیا انہوں نے ہمیں اپنے دین کا یہ دیکھے بغیر مکلف بنا دیا کہ اس پر عمل کرنے میں میرے بندوں کو کتنی مشکلات ہوں گی؟ وہ تو اپنے بندوں پر اتنے مہربان ہیں کہ عالم کائنات میں کوئی بھی انسانوں کے حق میں اتنا رحیم وکریم نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے تو واضح لفظوں میں ارشاد فرمایا کہ:

"لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔"

اور فرمایا دیا ہے کہ:

"ماجعل علیکم فی الدین من حرج۔"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔"

اور فرمایا دیا ہے کہ:

"یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے۔ تنگی کا معاملہ نہیں کرنا چاہتا۔"

اللہ تعالیٰ کے آخری رسول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ واشگاف لفظوں میں فرمادیا ہے کہ:

"ان الدین یسر۔"

ترجمہ: "بلاشبہ دین آسان ہے۔"

کلام اللہ اور کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات (معاذ اللہ) کیا محض بہلانے کے لئے ہیں۔ یقیناً نہیں، یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے صادق ومصدوق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں۔ زمین وآسمان اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں، مگر ان ارشادات کی حقانیت میں فرق نہیں آسکتا۔ ان ارشادات کے باوجود کوئی شخص دین کو ناقابل عمل حد تک مشکل سمجھے تو اللہ بچائے، اس سے قرآن وسنت کے ان واضح ارشادات کی تکذیب لازم آتی ہے، جو بحد کفر پہنچ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھیں، آمین۔

کلام اللہ اور کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات تو ہرگز غلط نہیں ہوسکتے، کیونکہ یہ اس ذات کے ارشادات ہیں جس کے علم محیط سے کائنات کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں ہے۔ قیامت تک پیش آنے والے تمام حالات و واقعات اس کے علم میں ہیں اور کلام اللہ اور کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص خطے یا کسی خاص زمانے کے لئے نہیں بلکہ ہر دور اور ہر زمانے کے لئے آئے ہیں، لہٰذا ان کی رو سے اگر قرون اولیٰ میں دین آسان تھا اور اس میں کوئی تنگی نہیں تو اس آخری دور میں بھی آسان ہے اور اس میں بھی تنگی نہیں ہے۔ ہاں اگر ہمیں بظاہر نظر دین کے کسی حکم میں کوئی مشکل نظر آرہی ہے تو یقیناً وہ ہماری نگاہ کا دھوکا اور فہم کا قصور ہے، ورنہ

دین فی نفسہٖ آسان ہے۔

زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ دین تو اپنی ذات میں پہلے بھی آسان تھا اور آج بھی آسان ہے، کیونکہ وہ دین فطرت ہے اور فطرت کے مطابق عمل کرنے میں انسان کو فی نفسہٖ دشواری نہیں ہوتی، لیکن نفس، شیطان اور ماحول کے بیرونی اثرات کی بنا پر بعض اوقات یہ فطرت مسخ ہوجاتی ہے یا اس میں کمزوری آجاتی ہے، اس کی بنا پر دین فطرت کی طرف لوٹنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ دین فطرت مشکل تھا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے نفس شیطان اور ماحول سے متاثر ہوکر اپنی صلاحیتیں خراب کرلی ہیں۔ جس سے ہمیں یہ کام مشکل معلوم ہونے لگا ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ اگر ایک شخص مہینوں بستر پر پڑا رہے اور چلنا پھرنا موقوف کردے تو رفتہ رفتہ اس کے چلنے کی صلاحیت ختم ہوجائے گی، اب اگر وہ اٹھ کر چلنے کی کوشش کرے گا تو اسے چلنا بہت مشکل معلوم ہوگا۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ چلنا فی نفسہٖ مشکل تھا؟ ظاہر ہے کہ نہیں، چلنا تو پہلے بھی آسان تھا، اب بھی آسان ہے، لیکن اس شخص نے اپنی صلاحیتیں اس طرح ضائع کردیں کہ اسے اتنا آسان کام بھی مشکل معلوم ہونے لگا۔

دین کو آسان کرنے کی عملی تدبیر:

بس اسی طرح دین تو آسان ہی ہے، لیکن نفسانی اور شیطانی اثرات اور ماحول کے آگے سپر ڈال کر ہم نے اپنی صلاحیتیں ایسی ضائع کردیں کہ اس دین فطرت پر عمل کرنا بھی مشکل معلوم ہونے لگا، لہٰذا دین کے مشکل ہونے کی غلط فہمی تو رفع ہوجانی چاہئے، البتہ پھر سوال ہوسکتا ہے کہ ہم نے اپنی صلاحیتیں خراب کرکے ہی سہی دین پر عمل کو خود مشکل بنالیا ہے، تو اس مشکل کو آسان کرنے کی کیا تدبیر ہے؟

اس کا جواب یہ ہے اور وہی اصل سوال کا عملی جواب بھی ہے کہ خود اپنی پیدا کردہ اس مشکل کا حل بھی اسی دین فطرت میں موجود ہے اور حل نہایت آسان ہے اور اس حل کو تلاش کرنے کے لئے کہیں بہت دور جانے کی ضرورت نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے وہ حل اپنے کلام کے بالکل شروع ہی میں بیان فرمادیا ہے اور وہ حل یہ ہے:

”ایاک نعبد وایاک نستعین o
اھدنا الصراط المستقیم o“ (البقرہ)

ترجمہ: ”ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد چاہتے ہیں، ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت فرمادیجئے۔“

مطلب یہ ہے کہ اگر اپنی نفسانی خواہشات، شیطانی اثرات اور ماحول کے محرکات سے مغلوب ہو تو اس غلبے سے نجات پانے کے لئے اسی مالک بے نیاز سے کیوں رجوع نہیں کرتے، جو ان تمام نفسانی خواہشات تمام شیطانی اثرات اور سارے ماحول کے خالق ہیں، جو تمہارے اور تمہاری صلاحیتوں کے بھی خالق ہیں اور جن کی قدرت کاملہ کے آگے ممکن اور ناممکن کے الفاظ بے معنی ہیں۔ اگر اپنے آپ کو ماحول سے، معاشرے سے اور خود اپنے نفس سے مغلوب محسوس کرتے ہیں تو انہی سے کہہ دیا اللہ! آپ کا دین دین فطرت ہے۔ دنیا و آخرت کی تمام تر سعادتیں اسی میں ہیں، لیکن میں اپنی صلاحیتوں کو خود برباد کرچکا ہوں۔ نفس مجھے اس طرح ورغلاتا ہے، شیطان اس طرح بہکاتا ہے۔ ماحول کے اثرات اس طرح مجھ پر مسلط ہیں، لیکن آپ ان تمام چیزوں کے خالق ہیں۔ آپ اپنے فضل وکرم سے اس غلبے کو ختم فرمادیجئے۔ میرے اندر ان محرکات سے جو مرعوبیت ہے اس کو دور فرماکر ہمت اور حوصلہ پیدا فرمادیجئے، مجھ میں صلاحیت نہیں ہے تو صلاحیت کے خالق بھی تو آپ ہیں۔ صلاحیت عطا فرمادیجئے، ہمت نہیں ہے تو ہمت دینے والے بھی آپ ہیں، ہمت عطا فرمادیجئے۔ آپ کی قدرت کاملہ کے آگے یہ سارے شیطانی اثرات ہیچ در ہیچ ہیں، مجھ سے ان کے تسلط کو زائل فرمادیجئے اور اپنے محبوب نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام آپ کی تعلیمات اور سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادیجئے۔

اپنا یہ سارا ماجرا دنیا بھر کو سناتے پھرنے کے بجائے انہی کو سناؤ جو اس ساری کائنات کے خالق ہیں اور جو ایک لمحے میں سب کچھ بدل دینے پر قادر ہیں۔ اگر ایک دم سے دین کے تمام احکام پر عمل کرنے کی ہمت نہیں پاتے تو اپنی اس عاجزی اور درماندگی کو انہی کے دربار میں کیوں پیش نہیں کرتے؟ روزانہ تھوڑی دیر یکسو ہوکر بیٹھو، اپنے حالات کا یہ سارا کچا چٹھا اللہ تعالیٰ کو سناؤ اور دل سے مانگو کہ یا اللہ! ان حالات کو تبدیل کردیجئے، چالیس دن تک کام کرکے دیکھو، کیا سے کیا ہوتا ہے؟

بتاؤ کہ کیا اس کام میں بھی کوئی دشواری ہے؟ اس میں بھی کوئی مشکل ہے؟ یہ وہ آسان ترین تدبیر ہے جس سے زیادہ آسان کوئی اور تدبیر نہیں ہوسکتی، اگر اس تدبیر پر بھی کوئی عمل نہ کرے تو اسے پھر دین پر عمل کرنے کی مشکلات کا

عذر کرنے کا کیا حق پہنچتا ہے؟

ذرا تصور کرو کہ میدانِ حشر قائم ہے، لوگوں کے اعمال نامے کھلے ہوئے ہیں، جزا و سزا کا مرحلہ درپیش ہے، تم سے سوال ہوتا ہے کہ تم نے دنیا میں فلاں فلاں اوامر و نواہی کے مطابق کیوں عمل نہیں کیا؟ تم جواب دیتے ہو کہ یا اللہ! میں جس زمانے اور جس ماحول میں پیدا ہوا تھا وہ شر اور فساد سے بھرا ہوا تھا۔ اس میں آپ کے دین پر چلنے میں قدم قدم پر رکاوٹیں تھیں، گھر کے ایک ایک فرد سے لے کر ملک اور معاشرے تک سب مجھے بھٹکانے پر لگے ہوئے تھے۔ شر و فساد کے اتنے سارے محرکات کے مقابلے میں، میں تنہا تھا۔ میرے اندر ان کی مدافعت کی طاقت نہ تھی۔ اس لئے مغلوب ہوگیا، تم سمجھتے ہو کہ تمہارا یہ جواب کافی ہوگیا، لیکن کیا اس کے جواب میں یہ سوال نہیں ہوسکتا کہ اگر تم ان سارے محرکات کے آگے مغلوب تھے تو تم نے ہم سے کیوں مدد نہیں مانگی؟ کیا تم یہ سمجھتے تھے کہ تمہاری طرح معاذ اللہ! ہماری قدرت کاملہ بھی ان شیطانی طاقتوں کے اثرات کو تم سے ختم نہیں کرسکے گی۔ ہم نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تم تک اپنا کلام پہنچایا تھا، یہ کلام جگہ جگہ ان ارشادات سے بھرا ہوا ہے:

''ان اللہ بکل شئی قدیر''

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

''ان اللہ بکل شئی محیط''

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔''

یہ اعلانات آخر کس لئے تھے؟ اسی لئے تو تھے کہ تم ان کا واسطہ دے کر اپنی مشکلات ہمارے سامنے پیش کرو، ہم نے تو اپنے کلام کے آغاز ہی میں تمہیں یہ گر سکھادیا تھا کہ جب کبھی تمہیں مغلوبیت محسوس ہو، جب کبھی اپنے آپ کو بے آسرا پاؤ تو فوراً ہمارے پاس آجاؤ، ہم سے رجوع کرو، ہم نے تو رجوع کرنے کا طریقہ بھی تمہیں بتادیا تھا۔ تمہاری اپنی طرف سے الفاظ بنا کر تمہیں سکھادیئے تھے کہ: ''ایاک نعبد و ایاک نستعین o اھدنا الصراط المستقیم o'' تم نے اس بے پایاں رحمت کی کیا قدر کی؟ کتنی مرتبہ سچے دل سے ہماری طرف رجوع کیا؟ کب ہم سے کہا کہ تم واقعی نفس و شیطان کے غلبے سے نجات پانا چاہتے ہو؟ اگر نہیں کہا تو بتاؤ؟ تمہارے پاس کیا عذر ہے؟ سوچئے کہ اگر میدانِ حشر میں ہم سے یہ سوال ہو تو اس کا ہمارے پاس کیا جواب ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ ابھی سوال و جواب کا یہ مرحلہ پیش نہیں آیا، ابھی مہلت ملی ہوئی ہے اور ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، ناک، زبان کام کر رہے ہیں، لیکن: ''تم آج ہوا سمجھو جو روزِ جزا ہوگا''

اللہ پاک سے توفیق مانگنے کا آسان نسخہ:

اس وقت کو غنیمت جانو اور روزِ جزا کے اس سوال کو مستحضر کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوجاؤ، روزانہ تھوڑا سا وقت، دس منٹ، پندرہ منٹ دوسرے کام دھندوں سے ذہن کو فارغ کرکے بیٹھ جاؤ اور اس میں اپنی ساری مشکلات اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرو، دل سے مستحضر کرکے کہو: ''یا ارحم الراحمین، یا مالک یوم الدین، ایاک نعبد وایاک نستعین، اھدنا الصراط المستقیم'' اور پھر جو کچھ دشواریاں عملی زندگی میں پیش آتی ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے حضور بیان کرو اور انہی کی قدرت کاملہ اور رحمت واسعہ کا واسطہ دے کر دعا مانگو کہ یا اللہ! ان تمام مشکلات کو آسان فرمادیجئے، یہ کام کچھ دن پابندی سے کرو، پھر دیکھو! کیا مشکل باقی رہتی ہے؟

عام طور سے لوگ اسے آسان سمجھ کر ٹالتے رہتے ہیں، سوچتے ہیں کہ گر تو بہت اچھا معلوم ہوگیا کل سے اس پر عمل کریں گے۔ کل کو پھر یہی سوچتے ہیں کہ آئندہ کل سے کریں گے۔ یہاں تک کہ عملاً یہ کل کبھی نہیں آتی، لہٰذا علاج یہ ہے کہ جب یہ گراں قدر نسخہ آگیا تو اسے کل تک مت ٹالو۔ خدا جانے کل تک زندگی ہے کہ نہیں۔ زندگی ہے تو موقع ہے کہ نہیں۔ موقع ہے تو جذبہ ہے کہ نہیں، جو اس وقت محسوس ہو رہا ہے۔ اس لئے ٹالنے کے بجائے آج ہی شروع کردو اور پابندی سے شروع کردو، ان شاء اللہ! ضرور نفع ہوگا۔ ☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

ائمہ وخطباء کے لئے سرکاری خطبہ کی پابندی

مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

گزشتہ ہفتہ کے دوران مختلف دینی جماعتوں کے راہنماؤں سے ملاقات اور ملکی صورتحال پر تبادلۂ خیالات کا موقع ملا۔ اتوار کے روز قاری محمد عثمان رمضان اور حافظ شاہد الرحمان میر کے ہمراہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان (س) کے سیکرٹری جنرل مولانا عبد الرؤف فاروقی سے ان کی رہائشگاہ پر ملاقات ہوئی اور دیگر امور کے علاوہ حضرت مولانا سمیع الحق کی شہادت کے بعد کی صورتحال پر باہمی مشاورت ہوئی، نیز جمعیۃ علماء اسلام پاکستان (س) اور دفاع پاکستان کونسل کی سرگرمیوں اور عزائم سے آگاہی حاصل کی۔ میری اس گزارش سے انہوں نے اتفاق کیا کہ تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے محاذ پر تحریکی ماحول میں مسلکی حوالہ سے جو تفریق پیدا کر دی گئی ہے اور جسے دن بدن مزید اجاگر کیا جا رہا ہے اس کا سنجیدگی سے نوٹس لینے کی ضرورت ہے اور دینی و قومی مسائل کے بارے میں تحریکی جدوجہد میں وحدت اور ہم آہنگی کا سابقہ ماحول بحال کرنے کے لئے قومی سطح پر اقدامات ضروری ہیں، جبکہ اس سلسلہ میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے احیاء اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد جیسی غیر متنازعہ بزرگ شخصیت کو آگے لانے کی کوشش کی جانی چاہیے جس کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہی اساسی کردار ادا کر سکتی ہے۔

۱۳ر دسمبر جمعرات کو مجھے جامعہ نعمانیہ کمالیہ کی سیرت کانفرنس میں شریک ہونا تھا جو ہمارے پرانے بزرگ ساتھی اور جماعتی و مسلکی رفیق کار مولانا محمد اخترؒ کی یادگار ہے اور ان کے فرزندان مولانا عمر فاروق اور مولانا محمد عثمان اس تعلیمی جدوجہد میں پیشرفت کے لئے مسلسل محنت کر رہے ہیں۔ ہم نے کمالیہ جانے کے لئے پیچہ وطنی کا راستہ اختیار کیا جہاں مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل حاجی عبد اللطیف خالد چیمہ کے ساتھ ملاقات کا موقع مل گیا۔ مذکورہ بالا معاملہ میں انہیں بھی بہت فکر مند پایا اور انہوں نے ہماری رائے سے اتفاق کیا۔

اس موقع پر یہ خبر وہاں موجود احباب میں زیر بحث آگئی کہ حکومت ملک بھر میں مساجد کے خطباء کو سرکاری طور پر لکھے ہوئے خطبات جمعہ فراہم کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے اور یہ پابندی عائد کی جا رہی ہے کہ خطباء اس سے ہٹ کر جمعۃ المبارک کے اجتماع میں کوئی بات نہیں کہہ سکیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ بات نہ تو قابل قبول ہے اور نہ ہی قابل عمل ہے۔ اس سے قبل بھی مختلف ادوار میں یہ تجویز سامنے آچکی ہے اور کامیاب نہیں ہوئی، حتیٰ کہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مساجد میں بھی یہ تجربہ ناکام رہا ہے۔

۱:.... اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ ہماری روایات کے خلاف ہے، خلافت راشدہ سے لے کر خلافت عثمانیہ اور مغل سلطنت تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مساجد کے ائمہ اور خطباء کو اس بات کا پابند کیا گیا ہو کہ وہ جمعۃ المبارک کے خطابات اور عمومی دینی بیانات میں سرکاری طور پر لکھی گئی تقاریر پڑھ کر سنائیں اور اپنی طرف سے کوئی بات نہ کریں۔ ہمارے ہاں برصغیر میں ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کی پوری تاریخ علماء کرام کے آزادانہ دینی کردار سے عبارت ہے حتیٰ کہ اکبر بادشاہ کے دور میں جبکہ خود اس نے الحاد کا راستہ اختیار کیا تھا تب بھی انہیں پابند نہیں کیا جا سکا تھا۔

۲:.... جبکہ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سلسلہ میں ہمارے حکومتی نظام کا دینی اعتماد بھی بنیادی حیثیت رکھتا ہے، اس لئے کہ گزشتہ ستر سال سے ہمارا حکومتی نظام، اسٹیبلشمنٹ اور رولنگ کلاس اسلامی نظام سے گریزاں ہے اور دستور پاکستان میں حکومت کو جن باتوں کا پابند کیا گیا ہے اس کے لئے یہ لوگ تیار نہیں ہیں۔ مثلاً دستور انہیں پابند بناتا ہے کہ ملک سے سودی نظام ختم کریں جسے سپریم کورٹ کے فیصلے کی تائید بھی حاصل ہے لیکن یہ مختلف حیلے بہانے

اور جوڑ توڑ کر کے اس سے جان چھڑائے ہوئے ہیں۔ ملک کا دستور انہیں پابند بناتا ہے کہ ملک کے تعلیمی نظام میں قرآن و سنت اور اسلامی شریعت کی تعلیم کا اہتمام کریں لیکن یہ اس سے دامن چھڑائے ہوئے ہیں۔ دستور انہیں پابند بناتا ہے کہ عربی زبان، جو کہ ہماری مذہبی زبان ہے، اس کی ترویج کا اہتمام کریں مگر یہ اس سے مسلسل چشم پوشی کر رہے ہیں۔ دستور انہیں پابند بناتا ہے کہ ملک میں اسلامی معاشرہ اور تہذیب و ثقافت کے فروغ کی کوشش کریں لیکن یہ اس کے مقابلے میں مغربی تہذیب وثقافت اور عریانی وفحاشی کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ دستور انہیں پابند بناتا ہے کہ حرام چیزوں پر پابندی لگائیں لیکن یہ تو شراب پر پابندی لگانے تک کے لئے آمادہ نہیں ہیں حتیٰ کہ گزشتہ روز قومی اسمبلی میں بڑی ڈھٹائی کے ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ ہم شراب پر پابندی لگانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ملک کا دستور اسلامی ہے اور پاکستان دستوری طور پر ایک اسلامی ریاست ہے لیکن قیام پاکستان کے تقاضوں کو پامال کرنے اور دستوری فیصلوں سے انحراف کی وجہ سے ہمارا حکومتی نظام اسلامی نہیں سمجھا جا سکتا۔ ہمارا حکومتی نظام خود تو اسلامی تعلیمات کا پابند ہونے کے لئے تیار نہیں ہے اور دستور پاکستان کے فیصلے ماننے سے انکاری ہے لیکن ملک کے ائمہ وخطباء کو اس بات کا پابند کرنا چاہتا ہے کہ دین کے معاملے میں ان لوگوں کی پابندی قبول کریں۔ ہماری حکومتوں نے ابھی تک دستور کا یہ حکم بھی تسلیم نہیں کیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو قومی وصوبائی اسمبلیوں میں لا کر ملک کے مروجہ قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالا جائے، لیکن ائمہ وخطباء سے کہا جا رہا ہے کہ وہ حکومت کے فراہم کردہ خطبات پڑھ کر عوام کو سنائیں، یہ انصاف کی بات نہیں ہے اور حکمرانوں کو اس سلسلہ میں اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ بلکہ ہمارے حکمرانوں کو ان لوگوں سے بات کرنی چاہیے جو باہر سے اپنا ایجنڈا بھیجتے ہیں کہ ہماری قوم کا مذہب، ہمارے ملک کا دستور اور ہماری رائے عامہ اس کے لئے تیار نہیں ہے اس لئے خواہ مخواہ اسلامی تعلیمات، ہمارے تاریخی تسلسل اور قومی روایات کے خلاف ہم پر دباؤ نہ ڈالا جائے۔

اس سلسلہ میں سعودی عرب کی یہ مثال تو دی جاتی ہے کہ وہاں خطبات جمعہ سرکاری طور پر تحریر شدہ آتے ہیں جنہیں ائمہ وخطباء پڑھتے ہیں، مگر یہ نہیں دیکھا جا رہا کہ سعودی عرب کی عدالتوں میں شرعی قوانین کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں، تعلیمی نظام میں شہریوں کو انٹرمیڈیٹ تک قرآن وحدیث، فقہ اسلامی اور ملی تاریخ کی لازمی تعلیم دی جاتی ہے، معاشرہ میں عریانی وفحاشی اور منکرات کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' کا محکمہ سرکاری طور پر کام کر رہا ہے، اور خاص طور پر یہ صورتحال قابل توجہ ہے کہ وہاں تعلیمی، عدالتی اور دینی معاملات کا نظام علماء کرام اور الشیخ محمد بن عبد الوہابؒ کے خاندان ''آل الشیخ'' کے سپرد ہے اور وہی اس کی نگرانی کرتے ہیں۔ اس لئے اس پورے پیکیج میں سے صرف ''سرکاری خطبہ'' کو لے لینا اور باقی پورے ماحول اور سسٹم کو نظر انداز کر دینا بالکل غیر منطقی بلکہ مضحکہ خیز بات ہوگی۔

چیچہ وطنی سے کمالیہ روانہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی اپنے گھر میں موجود ہیں اس لئے پہلے ان سے ملاقات کی بلکہ شام کا کھانا ان کے ہاں کھایا اور مختلف دینی وملکی امور پر باہمی گفتگو کی نشست رہی۔ مولانا موصوف جس تدبر اور حوصلہ کے ساتھ اپنے تحریکی معاملات کو سنبھالے ہوئے ہیں میں ہمیشہ اس کا معترف رہا ہوں اور اس سلسلہ میں ان سے رابطہ بھی رہتا ہے۔ اس موقع پر دفاع پاکستان کونسل کی جدوجہد اور پروگرام پر بھی بات چیت ہوئی اور میں نے گزارش کی کہ یہ نہ صرف مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی عظیم جدوجہد کی یادگار ہے بلکہ وقت کی اہم ضرورت بھی ہے کہ سیاسی کشمکش اور انتخابی جھمیلوں سے الگ رہتے ہوئے بھی ملکی وقومی مسائل پر مختلف مکاتب فکر اور جماعتوں وحلقوں کی مشترکہ محنت کو آگے بڑھایا جائے۔

جامعہ نعمانیہ کمالیہ کی سیرت کانفرنس میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے حوالہ سے گفتگو کے لئے میں نے ''ریاست مدینہ'' کا انتخاب کیا اور یہ بات واضح کی کہ ریاست مدینہ کی بنیاد قرآن وسنت اور عوامی مشاورت واعتماد پر تھی اور آج بھی قرآن کریم، سنت رسول اور عوامی مشاورت کو بنیاد بنا کر ریاست مدینہ کا ماحول پیدا کیا جا سکتا ہے، مگر اس کے لئے خلافت راشدہ کے نظام اور خلفائے راشدین کے اسوہ حسنہ سے راہنمائی حاصل کرنا ہوگی۔ (روزنامہ اسلام لاہور۔ ۱۵ دسمبر ۲۰۱۸ء)

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو!

مولانا محمد اعجاز عرفی

انسان خدا کا محبوب ہے، وہ اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز ہے، وہ خلیفۃ اللہ فی الارض ہے، بحر و بر، شجر و حجر، پھول، کلی، گلستاں، زمین وآسمان اور کائنات کی ساری چیز انسانوں کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے، انسان اس کائنات کا دولہا اور پوری کائنات اس کی دلہن ہے، قرآن کریم نے بلاتفریق تکریم انسانیت اور احترام آدمیت کا اعلان کیا ہے۔ حدیث میں تمام مخلوق انسانی کو عیال اللہ (خدائی کنبہ) قرار دیا گیا ہے، قرآن وحدیث نبوی کی ان ہدایت کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے، اسلام کی نظر میں قوم وملت، مذہب وطبقہ، رنگ ونسل، عربیت و عجمیت کی وجہ سے انسان کو عزت وکرامت کا مستحق نہیں ٹھہرایا گیا ہے بلکہ اس کی شرافت وکرامت اور تمام تر احترام واکرام کا مدار انسانیت پر ہے، یعنی ہر انسان خواہ اس کا تعلق اسلام سے ہو یا عیسائیت سے، بدھ مت سے ہو یا جین ازم سے، وہ یہودی ہو یا پارسی، سکھ ہو یا ہندو، وہ اسلام کی نظر میں مقدس ومتبرک اور محترم ومعزز ہے، اسلام نے ہم انسانوں کو مذہب وملت کی تفریق کے بغیر خدا کے بندوں کی عزت وتکریم کا سبق ازبر کرایا ہے، مگر افسوس کا مقام ہے کہ اس وقت انسانوں اور بندگان خدا کے ساتھ انسانیت اور اس کی آدمیت کی بنیاد پر نہیں بلکہ اس کے مذہب ومسلک، اس کے رنگ ونسل، اس کے طبقہ وگروہ کی وجہ سے معاملہ روا رکھا جاتا ہے۔ انسانیت کی بنیاد پر نہیں بلکہ اس کے عہدہ ومنصب کو نظر میں رکھ کر اس کے لئے احترام واکرام کی چادر بچھائی جاتی ہے، انسانوں کی خاطر مدارت میں اس کے سماجی اور سیاسی پس منظر کو مرکزیت دی جارہی ہے، چند معمولی مفاد کی خاطر انسانیت کا جنازہ نکالا جارہا ہے، انسانیت ہر طرف رسوا اور ذلیل ہورہی ہے، اس کے دستار وتاج کو نیزوں پر اچھالا جارہا ہے، امریکا، افریقہ، صحرائے عرب، شام ومصر، ہند و برما، ہر جگہ خدا کے بندوں کے ساتھ وحشیانہ اور ظالمانہ برتاؤ ہورہا ہے، انسانیت کا بدن چور چور ہے، اس کے جوڑ جوڑ کو توڑ دیا گیا ہے، اس کا قلب وجگر مجروح اور چوٹ کھایا ہوا ہے، چند لوگوں کے لئے اور خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لئے انسانیت کو تذلیل وتعذیب کے جاں گسل مراحل سے گزارا جارہا ہے، مگر دور دور تک اس کی کوئی خبر لینے والا نہیں۔

اسلام نے کہیں بھی انسان کے پیروں میں غلامی کی زنجیر نہیں ڈالی ہے۔ معاش سے لے کر معاد تک آزادی کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے بلکہ اس کو اپنی زندگی کے شب وروز کو من پسند طریقے پر گزارنے، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، یہاں تک کہ اپنی پسند کا مذہب ومسلک اختیار کرنے کی آزادی دی ہے۔ اس کو فطری انسانی حقوق کی فراہمی کی ضمانت دی گئی ہے۔ مذہب کی آڑ میں زور زبردستی سے سختی سے روکا گیا ہے، کہیں "لا اکراہ فی الدین" کا اعلان کیا گیا ہے تو کہیں "فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر" کی تائید ربانی اور حکم الٰہی موجود ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ دنیاوی امور تو درکنار مذہبی امور کے ترک واختیار میں بھی انسان کی فطری آزادی کے شرائط کو مجروح نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن میں صاف اعلان ہے کہ انسان کو ایک ہی مذکر مونث یعنی آدم وحوا سے جنم دیا گیا ہے اور ان کے درمیان جو قبائل وجماعت اور گروہ گروپ کی تقسیم ہے وہ انسانیت کی مختلف خانوں میں بانٹنے کے لئے نہیں، بلکہ اس کی پہچان وشناخت کے ذریعہ کو مستحکم کرنے کے لئے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے آخری عوامی خطبہ میں یہ صراحت کردی تھی کہ کسی عربی کو عجمی پر یا کسی گورے کو کالے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہوگی اور اس پر قرآن نے یہ کہہ کر مہر تصدیق بھی لگادی کہ افضلیت اور اکرمیت کا مدار صرف تقویٰ اور طہارت ہوسکتا ہے اور وہ بھی اس لئے کہ تقویٰ اور طہارت کے اوصاف سے مزین وآراستہ اس فرد بشر کی عزت وتکریم کی جائے، اس کا دوسرا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ تقویٰ اور طہارت کے اوصاف سے

دست کش افراد یا دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کی تضحیک وتوہین کی جائے، مذہب کے نام پر تفریق کو ہوا دی جائے، غیر مسلموں کے ساتھ نفرت وتشدد کا معاملہ ملحوظ رکھا جائے، اسلام نے انسانوں کے درمیان محبت ومودت اور اخوت ومساوات کا معاملہ روا رکھنے کو کہا ہے، اسلام کی پوری تاریخ اور اسلامی حکومت کا پورا دورانیہ یہ بتانے کے لئے کافی ہے کہ اسلام کے ماننے والے مسلم حکمرانوں نے اپنی رعایا کے ساتھ کتنی رواداری، مذہبی آزادی اور فراخ دلی وکشادہ ظرفی کا معاملہ روا رکھا ہے۔ مسلم ہو یا غیر مسلم، احباب ہوں یا اغیار، دین دار ہوں یا دین بیزار، عوام ہوں یا خواص، ان کا تعلق خانقاہ سے ہو یا گرجا گھر سے، مسجد ہو یا مندر سے مسلم حکمرانوں نے رواداری اور اخوت ومساوات کا وہ غیر معمولی سلوک پیش کیا ہے، جس کی انسانی تاریخ میں نظیر ملنی مشکل ہے۔

فلسطین میں یہودیوں کی غیر معمولی تعداد، مسلم ممالک میں عیسائیوں کا ہجوم اس بات کا شاہد ہے کہ مسلم حکمرانوں نے کبھی غیر اقوام وملل کے ساتھ تعصب، تشدد یا تنگ نظری کو راہ نہیں دی ہے۔ اسپین میں مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ شاندار حکومت کی تاریخ کے کسی موڑ پر یہ انکشاف نہیں ہوسکتا کہ مسلمانوں نے غیر مسلم رعایا کے ساتھ ظلم وستم یا ناانصافی وعدم مساوات کا معاملہ روا رکھا ہے۔ ترکی کی سلطنت عثمانیہ نے سب کے ساتھ انسانیت اور اس کی آدمیت کے بنیاد پر معاملات کو حتمی شکل دی، خود ہندوستان میں بابر اور ہمایوں سے لے کر اورنگزیب اور بہادر شاہ ظفر تک رواداری، عدل گستری اور رعایا پروری کی قابل افتخار اور باعث رشک مثال ملتی ہے، مسلم حکمرانوں نے ہندوؤں کی عبادت گاہوں کو مکمل تحفظ فراہم کیا، انہیں ایک آزاد شہری کی حیثیت سے ساری سیاسی، اقتصادی، مذہبی اور سماجی حقوق عطا کئے اپنے اخلاف اور جانشینوں کو ہندو رعایا کا خیال رکھنے اور ان کے فطری حقوق ادا کرنے کا تلقین کی رواداری اور رعایا دوستی کے میدان میں ان کے نقش قدم کا مٹانا ممکن نہیں، غرض کہ اسلام اور اسلام کے پیروکاروں نے ہر عہد میں انسانیت نوازی اور غیر مسلم نوازی کے وہ ناقابل محو نقش ثبت کئے ہیں جو ہماری موجودہ حکومت اور موجودہ حکمرانوں کے لئے مشعل راہ ہے، وہ اس کو نمونہ عمل بناکر، انسانیت اور آدمیت کا بھولا ہوا سبق یاد کرکے اپنی رعایا کو سارے مذہبی اور عقائدی حقوق کے ساتھ کھلی فضا میں سانس لینے کا موقع فراہم کرسکتی ہے، مگر اس وقت ملک کے حالات ناگفتہ بہ ہیں، انسانیت کے غنچے بن کھلے مرجھا رہے ہیں، صنف نازک پر ظلم ہو رہا ہے، مادر رحم میں جنین کشی عام ہے، بچوں بوڑھوں کو تہ تیغ کیا جا رہا ہے، بچیوں کی عصمت تار تار کی جارہی ہے، فرقہ وارانہ تشدد کی آگ بھڑکا کر برسوں کی کمائی کو منٹوں میں خاکستر کردیا جاتا ہے۔ کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک جو تعصب وتنگ نظری کا ننگا ناچ ہو رہا ہے، گئو تحفظ کے نام پر اقلیتوں اور دلتوں پر جو مظالم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں، ملک میں حکومت وقت کے اشارے پر بزور بازو تبدیلی مذہب اور گھر واپسی کی جو اشتعال انگیز مہم چل رہی ہے، اقلیتوں کی عبادت گاہوں کو مسمار کرنے اور ان کے ثقافتی نقوش کو سبوتاژ کرنے کی جو علانیہ دھمکیاں دی جارہی ہیں، اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہم نے انسانوں کو انسان نہیں، اپنا غلام متصور کرلیا ہے اونچ نیچ، ذات پات، اعلیٰ اور ادنیٰ کی ہوا چلا کر انسانوں کو ذلت وپستی کے غار میں دھکیلا جارہا ہے، معاش اور روزگار کے میدان میں ذات و مذہب، طبقہ وگروہ اور رنگ ونسل کی بنیاد پر امتیاز کا رویہ اپنایا جارہا ہے، نئے نئے ہتھیار بناکر انسانوں کے کشتے کے پشتے لگائے جارہے ہیں اور المیہ یہ ہے کہ انسانی اور اخلاقی قدروں کی اس پامالی کا نہ کوئی نوٹس لینے والا ہے اور نہ کوئی مجرمین اور غنڈا عناصر کے دست و بازو کو پکڑنے اور مروڑنے والا ہے، حالانکہ ہندوستان ایک کثیر تہذیبی، کثیر لسانی، کثیر ثقافتی معاشرہ ہے، یہاں رواداری اور انسانیت نوازی کے اصول پر عمل کرکے ہی ملک وقوم کو ترقی کی شاہراہ پر ڈالا جاسکتا ہے، یہاں نعرہ تو یہ لگایا جارہا ہے کہ سب کا ساتھ سب کا وکاس، مگر یہاں مخصوص طبقات کا وکاس مقصود ہے اور اس کے علاوہ غریبوں اور دلتوں اور اقلیتوں کا وناش کا منصوبہ ترتیب دیا جارہا ہے۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ عالمی پیمانے پر ہر طرف نفرت وعداوت کی فضا قائم ہے، اختلاف و انتشار اور لاقانونیت، رشوت خوری، جمع خوری، کالا بازاری اور اقربا پروری کی وبا عام ہے، انسان انسان کا گلا کاٹنے پر تیار ہے، اس کا استحصال کرنا اس کی عادت ثانیہ بن چکی ہے، انسان ہی اپنے مزدور بھائی کا جونک کی طرح خون چوستا ہے اور معاوضے میں اس کو کچھ نہیں دیتا، مگر اس کی فکر کسی حکمراں کے دل میں انگڑائی نہیں لے رہی ہے۔

دوسروں سے کیا گلا شکوہ کیا جائے، ہم خود بھی اخلاقی اقدار کے فروغ واستحکام اور انسانیت نوازی کے اصولوں کی تشہیر وتوسیع کے حوالے سے خواب خرگوش میں مبتلا ہیں، حالانکہ ہمیں خیر امم

کے عالمگیر خطاب سے نوازا گیا تھا، امت محمدیہ کی فضیلت و برتری کی وجہ وسبب تلاش کیا جائے تو یہی ہے کہ وہ پوری انسانیت کو راہ راست پر لانے کے لئے اور دعوت وتبلیغ کے اہم نبوی مقصد کی تکمیل کے لئے اس دنیا میں مبعوث کی گئی ہے، امت محمدیہ بندگانِ خدا کو خدا کی ذات وصفات کی معرفت کا سبق یاد کرانے کے لئے بھیجی گئی ہے کہ وہ انسانوں کو باطنی اور خارجی گندگیوں اور غلاظت سے نکال کر روشنی اور پاکی کی دنیا کی سیر کرائے، مگر یہ امت خود خواب غفلت میں محو ہے، ہمیں حقانی وربانی دین کی دعوت وتبلیغ کا اچھا اور سنہرا موقع میسر ہے، زمین تیار ہے، پورا میدان کھلا پڑا ہی، مگر ہم اس موقع کا فائدہ اٹھانے کو تیار نہیں، ہم عبادات سے لے کر معاملات تک ضعف وکمزوری کا شکار ہیں، ہمارا پڑوسی ہم سے خوش نہیں، وہ اذیت ومصیبت کی تصویر بنا رہتا ہے۔ ہمارے اخلاق مردہ ہوچکے ہیں، ہم زندہ تو ہیں، مگر ہمارے اندر تحرک وسرگرمی نہیں، گویا ہم زندہ لاش بن گئے ہیں، انسان دوستی اور فرض شناسی کا مادہ ہمارے اندر سے رخصت ہوچکا ہے، احساس ذمہ داری کا ثبوت پیش کرنا ہمارے بس کا نہیں، اسلامی اخوت ومروت کا دم نکل چکا، یہاں تو حال یہ ہے کہ ''وہ جو بیچتے تھے دوائے دل، وہ دکان اپنی بڑھا گئے'' ''تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم'' مسلمانوں کو انسانیت کو تباہی وبربادی کے غار سے نکال کر صراط مستقیم پر گامزن کرنے کی فکر نہیں، ہم اخلاقی بیماری کا شکار ہیں، مگر اس کا علاج ندارد، چند بالشت زمین کے لئے کشت وخون کا بازار گرم ہے، ہماری روح اور ہمارا عقیدہ ہی بیمار اور مریض ہوچکا ہے، ہمارے ایمانی شجر کی بنیاد سوکھ گئی ہے، اس لئے ساری انسانیت تباہی وبربادی کی طرف بڑھتی جارہی ہے، ہم وہ نغمہ بھول گئے جو ہمیں گنگنانے کے لئے اس دنیا میں بھیجا گیا تھا تحریک پیام انسانیت کے روح رواں اور اس تحریک اولین علمبردار مفکر اسلام حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ نے ہماری اس غفلت کوشی کی بڑی اچھی تصویر کھینچی ہے اور جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے فرائض اور ذمہ داروں سے کس درجہ غافل ہے۔ اس کے یہ جملے ہمیں بیدار کرنے اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی یاد دھانی کے لئے کافی ہیں، فرماتے ہیں:

''خدا نے انسان کو جس کام کے لئے پیدا کیا اس کو انجام نہ دے اور دوسرے ہزار کام کرے تو بیکار ہے، بلبل کی آواز سریلی، دل آویز، دلکش ہے لیکن وہ بولے نہیں تو کوا بہتر ہے، طاؤس رقص نہ کرے تو اس سے ہنس اچھا ہے، نمک کے اندر نمکینی نہ ہو اور اس کی جگہ یاقوت وجواہرات ہوں تو بیکار ہے جو چیز جس کام کے لئے بنائی گئی ہے وہی کام انجام نہ دے تو کیا فائدہ؟''

(تحفۂ انسانیت:۲۱)

مسلمانوں نے جب یہ کام انجام دیا، یعنی حسن اخلاق اور مروت ورواداری کو اپنے رویئے میں جگہ دی تو اسلام عرب کے ریگزاروں سے نکل کر افریقا کے جنگلوں میں بھی پھیل گیا، وہ بہت جلد ایک آفاقی اور عالمگیر مذہب بن گیا تھا، لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تھے، اسلام کا دائرہ روز بروز پھیلتا اور بڑھتا جارہا تھا، کیونکہ اس وقت لوگوں نے اسلام کو اور اسلامی تعلیمات کو کتابوں میں بعد میں پڑھا، اسلام کی صداقت وحقانیت، اس کی انسان دوستی، اس کی مساوات وانصاف کی روش اور عدم تفریق اور حسن اخلاق اور خوش خصالی کے عملی نمونوں کو اسلام کے پیروکاروں میں پہلے دیکھا، ہمارے اسلاف نے وعظ وخطابت سے کم، اپنے اعمال وکردار سے زیادہ لوگوں کے دلوں کو جیتا، ان کے اخلاق و کردار سے پتھر دل بھی موم ہوگئے، ان کے کردار کی پھواروں سے بنجر قلوب بھی لہلہانے لگے، دل کی سوکھی کھیتیوں میں ہریالی پیدا ہوگئی تھی، ہماری ایمانداری، ہماری دیانتداری، مخلصانہ طور طریق، ہمارے صبر وتحمل کی لہروں نے انہیں اپنا گرویدہ بنایا، غیر مسلموں نے دیکھا کہ انسانیت کی فلاح و بہبود، اس کا ہمہ گیر ارتقا اور اس کا بقا وتحفظ اسلام کے نظریہ مساوات واخوت میں پوشیدہ ہے، اس لئے انہوں نے اعمال وافعال سے متاثر ہوکر اسلام کا دامن تھاما اور اس طرح مختلف خطوں میں اسلام اپنے قدم مضبوطی سے جماتا رہا اور اسلام کے ماننے والوں کا حلقہ وسیع ہوتا رہا۔

انسان اپنی انسانیت والی صفات کی وجہ سے ہی فرشتوں سے افضل اور برتر ہے، خدائے تعالیٰ نے اسی لئے فرشتوں کے سامنے انسانوں پر فخر ومباہات کا اعلان کیا تھا کہ وہ جن صفات کا حامل ہے، ان سے فرشتے عاری اور خالی ہیں، خدا نے انسانوں کو علم دیا، عقل وشعور کی دولت دی، اس کے اندر محبت اور گداز پیدا کیا، ان کے اندر رحم دلی اور نرم خوئی کا مادہ رکھا، وہ صرف گوشت پوست کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ تڑپنے اور مضطرب ہونے والا قلب وجگر بھی رکھتا ہے، مگر اس وقت کے حالات اور واقعاتِ الم میں کشت وخون کو دیکھ کر ایسا نہیں لگتا کہ یہ وہی انسان ہے

جس پر خدا نے اپنی بارگاہ میں فرشتوں کے سامنے فخر ومباہات کا اعلان کیا تھا، خدا تعالیٰ تو فرشتوں کو شکست دینا اور ہمیں فتح کا پرچم تھمانا چاہتا تھا، مگر ہم اپنے رویے سے خود شیطانی راہ پر چل رہے ہیں اور اپنے آپ کو شکست دینا چاہتے ہیں، پیام انسانیت کے علمبردار مفکر اسلام حضرت مولانا سیدابوالحسن علی ندویؒ نے انسانوں کے اندر موجود سوز و گداز اور اس کے قلبی اضطراب والتہاب کی کتنی عمدہ تصویر کشی کی ہے جس سے فرشتوں اور انسانوں میں حدامتیاز کھینچے اور انسانی مقام ومرتبے سے شناسائی میں آسانی ہوتی ہے، فرماتے ہیں:

”کسی پر خنجر چلے، کسی کے تلوے میں کانٹا چبھے تو اس کی کسک اپنے دل میں محسوس ہوتی ہے، انسان کے پاس جو سب سے بڑا سرمایہ ہے وہ رحم کا سرمایہ ہے، وہ محبت کا سرمایہ ہے، وہ ایک آنسو ہے جو انسان کی آنکھ سے کسی بیوہ کے سر کو ننگا، کسی غریب کے چولہے کو ٹھنڈا، کسی مریض کی کراہ کو سن کر ٹپک پڑتا ہے، آنسو کا وہ قطرہ جو سمندر میں ڈال دیا جائے تو اسے پاک کردے، گناہوں کے جنگل میں ڈال دیا جائے تو سب کو جلا کر نور سے بدل دے، فرشتے سب کچھ پیش کر سکتے ہیں لیکن آنسو کا وہ قطرہ نہیں پیش کر سکتے۔“

(تحفۂ انسانیت، ص:۳۶،۳۷)

پھر انسان کی خوبیوں کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”انسان کے پاس سب سے انمول چیز یہ ہے کہ وہ دوسرے کے درد سے متاثر ہوتا ہے، اس کے اندر محبت کا مادہ ہے، اس کو حرکت دینے والی کوئی چیز مل جائے تو وہ حرکت میں آجاتا ہے، پھر نہ مذہب کو دیکھتا ہے نہ ملت کو، نہ فرقے کو، نہ علاقے کو، نہ وطن کو دیکھتا ہے، نہ ملک کو دیکھتا ہے، انسان انسان کا دکھ دیکھتا ہے، اس کے درد کو محسوس کرتا ہے، جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے اور وہ کھینچے پر مجبور ہے، اسی طرح انسان کے دل کا مقناطیس انسان کے دل کو کھینچتا ہے۔“ (تحفۂ انسانیت، ص:۳۷)

وطن عزیز ہندوپاک میں بھی اسلام صرف اپنے پیام محبت ومساوات کی وجہ سے پھلا، پھولا اور پھیلا، چمنستان اسلام میں جو باغ وبہار آئی، وہ انسانیت دوستی اور محبت وخلوص کی دین ہے، مسلم حکمرانوں نے رعایا پروری اور انسانیت دوستی کے وہ چراغ روشن کئے جس میں دوسرے مذاہب کے دعوت وتبلیغ کے طریقے دھندلا اور مرجھا کر رہ گئے اور اسلام کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک مسلم حکمرانوں کی انصاف پسندی اور رواداری اور ان کی محبت خلوص کی وجہ سے ان کے دلوں میں گھر کرتا گیا، مگر آج بہت افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے کہ اس وقت نفرت کی کھیتی بوئی جارہی ہے اور اسی کی فصل کاٹی جارہی ہے، سیاست اور سماج دونوں نفرت اور تعصب کی آگ میں جل رہے ہیں اور بے چارہ انسان اس کے شعلوں میں جھلس رہا ہے، سیاسی پارٹیاں اپنے مفادات کی روٹی سینکنے کے لئے ہمیں باہم دست گریباں کرکے اپنا الو سیدھا کررہی ہیں۔ ہم خود اپنا پیام محبت و انسانیت فراموش کئے بیٹھے ہیں، ۱۹۷۴ء کے اواخر میں مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے جو تحریک پیام انسانیت کی داغ بیل ڈالی تھی، آج اس کو مزید سرگرمی اور فعالیت کے ساتھ کرنے اور اس کے سبق کو عام کرنے اور ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے، ہمارے اندر علم وہنر کی روشنی تو ہے، مگر ہمارے قلب وجگر میں ظلمات کا بسیرا ہے، اس لئے برادران وطن اور خصوصاً فرزندانِ توحید سے یہ عاجزانہ التجا ہے کہ مذہب اور طبقہ کی سطح سے اوپر اٹھ کر سوچئے، اپنے کو انسانیت کے جوہر سے آشنا کیجئے۔ حدیث قدسی پر عمل کرتے ہوئے بھوکے کو کھانا کھلایئے، پیاسے کو پانی پلایئے، ننگے کو کپڑا پہنایئے، بیمار کی تیمارداری کیجئے، مصیبت زدگان کی دادرسی کیجئے، یہی انسانیت ہے اور اسی کے ذریعے انسانوں کا دل جیتا جاسکتا ہے، اسلام نے ہر ایک کے ساتھ محبت اور انسانیت کا سلوک کرنے کو کہا ہے، اس نے قرابت داری اور رشتہ داری کو محبت یا انصاف کی بنیاد نہیں بنایا، برادری ورواداری مذہبی کٹرپن کو جگہ نہیں دینا چاہئے۔ عقیدے، مذہب اور رسم ورواج کا بدھن ٹوٹنا چاہئے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ سب سے پیار کرتا ہے ہمیں بھی پورے انسانی کنبے سے پیار کرنا چاہئے، ابھی ۸۰ فیصد برادران وطن کا ضمیر مردہ نہیں ہوا ہے، وہ حالات وحقائق سے باخبر ہیں، بس ان کی ذہن سازی کرنے کی ضرورت ہے، ان کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر اسلام کے پیام محبت ومساوات کا علم لے کر اٹھئے، خوشی کی بات ہے کہ پیام انسانیت سے ملک میں قومی یکجہتی کی ہوا چلے گی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ ملے گا اور یہ ملک ہمہ جہت ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوجائے گا۔

☆☆.................☆☆

اسلامی حجاب... احکام وآداب

مفتی محمد قاسم قاسمی اوجھاری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جب کہ انسانیت دم توڑ رہی تھی، فحاشی و بے حیائی اور جنسی انارکی بھی عروج پر تھی، پردہ کا ماحول بالکلیہ ختم ہوتا جا رہا تھا، سوائے عرب کے کچھ شریف خاندانوں کے جو اس آوارگی سے دور تھے اور اس کو معیوب سمجھتے تھے؛ لیکن اکثریت فحاشی اور بے حیائی کے اس سیلاب میں بہتی جارہی تھی اور یہ بے حیائی اس حد تک بڑھ رہی تھی کہ عورتیں بے شرمی کے ساتھ بلا جھجک اجنبی مردوں کے سامنے بازاروں اور گلی کوچوں میں بے پردہ بن ٹھن کر پھرا کرتی تھیں، کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں تھا، اسلام نے اس آوارگی اور بے حیائی پر سختی سے روک لگائی، عورتوں اور مردوں کے بے محابا اختلاط کو روکا، خواتین کو گھروں کی چہار دیواری میں محدود رہنے کی ہدایت کی اور ضرورت کے وقت باہر نکلنے کے لئے بھی برقع یا لمبی چادروں سے پورا بدن چھپا کر اور سڑک کے کنارے چلنے کی ہدایت کی، خوشبو لگا کر، بجنے والا زیور پہن کر باہر نکلنے کی ممانعت کی اور پھر جو ان سب حدود و قیود اور پابندیوں کے حصار کو پھاند کر باہر نکل جائے تو اس کے لئے سخت عبرت ناک سزاؤں کا اعلان کیا، یہ سب اس لئے کیا تا کہ معاشرہ سے بے حیائی اور آوارگی ختم ہو جو انسانیت کے لئے نہایت ہی مہلک ہے اور معاشرہ میں عصمت و عفت کے پھول کھلیں اور انسان ایک صالح زندگی گزار سکیں، یہ حقیقت ہے کہ فحاشی و بے حیائی اور جنسی انارکی کے خاتمہ کے لئے پردہ ایک بنیادی شئے کی حیثیت رکھتا ہے، اس لئے اسلام نے پردہ پر بہت زور دیا۔

قرآن کریم نے عورتوں کو غیر محرم اور اجنبی مردوں کے سامنے بے تکلف نکلنے سے روکتے ہوئے ہدایت دی: (کہ تم اپنے گھروں میں رہا کرو اور زمانۂ جاہلیت کی عورتوں کی طرح نہ پھرو) آیت کریمہ سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہو رہی ہے کہ اصل مطلوب عنداللہ عورتوں کے لئے یہ ہے کہ وہ گھروں سے باہر نہ نکلیں، ان کی تخلیق گھریلو کاموں کے لئے ہوئی ہے، وہ انھیں میں مشغول رہیں اور اصل پردہ جو شرعاً مطلوب ہے وہ حجاب بالبیوت (گھروں میں رہنا) ہے۔(معارف القرآن)

پردہ کی ابتداء ازواج مطہرات کے گھروں سے کی گئی اور عام لوگوں کو حکم ہوا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہوں اور اگر امہات المومنین سے کوئی سامان وغیرہ لینا چاہتے ہیں تو پردے کے پیچھے سے لیا کریں: ''وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْاَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ۔'' (الاحزاب:۵۳)

ترجمہ: اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے۔

آیت کریمہ کی پرواز صاف بتا رہی ہے کہ اجنبی مردوں اور عورتوں کے درمیان دلی پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے پردہ کا اہتمام نہایت ہی ضروری ہے، جب دل صاف ہوں گے تو معاشرہ میں فحاشی اور بے حیائی کا فروغ نہیں ہوگا، امت کی پاکیزہ ترین خواتین یعنی ازواج مطہرات اور امت کے پاک باز ترین افراد یعنی صحابہ کرامؓ کو یہ تاکیدی حکم دیا جانا پردہ کی اہمیت کو واضح کر رہا ہے۔ پھر یہ حکم ازواج مطہرات اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ خاص نہیں رہا؛ بلکہ ساری امت کے لئے عام ہوا۔ یعنی مردوں کو عورتوں سے اگر کوئی استعمالی چیز برتن کپڑا وغیرہ لانا ضروری ہو تو بے پردہ آ کر نہ لیں؛ بلکہ پردہ کے پیچھے سے مانگیں اور پردہ کا حکم مردوں اور عورتوں کو نفسانی وساوس سے پاک رکھنے کے لئے ہے۔ جب نفوس محفوظ ہوں گے تو معاشرہ بھی محفوظ ہوگا۔

یہ حقیقت ہے کہ اسلام نے دنیا سے بے حیائی اور آوارگی کو ختم کرنے کے لئے اور عفت مآب معاشرہ عطا کرنے کے لئے حجاب کا حکم دیا ہے، اسلامی حجاب ہی وہ واحد شئے ہے جس سے عورتوں کا صحیح معنی میں تحفظ ہو سکتا ہے، اس حجاب کو اپنائے بغیر نہ تو فواحش و منکرات پر بند لگ سکتا ہے اور نہ بے حیائی اور آوارگی ختم ہو سکتی ہے۔ حجاب کے بغیر عورتوں کے تحفظ کا خیال ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا، یقیناً اسلامی حجاب پوری انسانی برادری کو پر سکون اور باوقار زندگی عطا کرنے کی فطری تدبیر اور یقینی ضمانت ہے؛ اس لئے اسلام نے پردہ کی بہت

زیادہ تاکید کی ہے، قرآن کریم میں سات آیتیں پردۂ نسواں اور اس کی تفصیلات کے متعلق نازل ہوئیں اور ستر سے زیادہ احادیث میں قولاً اور عملاً پردے کے احکام بتائے گئے۔

اسلامی حجاب کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلام نے عورتوں کو گھروں میں قید کردیا کہ وہ ہمیشہ اندر ہی رہیں کبھی باہر نہ نکلیں، جیسا کہ آج کے نام نہاد روشن خیال اور جدید تہذیب کے جھوٹے علمبرداروں کا خیال ہے؛ بلکہ اسلام نے خواتین کو ضرورت کے وقت پردہ کے ساتھ باہر نکلنے کی اجازت دی ہے؛ چنانچہ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

ترجمہ: ''اے پیغمبر! آپ اپنی بیویوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہہ دیجیے کہ وہ اپنی چادریں تھوڑی سی اپنے اوپر لٹکائیں، اس میں یہ قریب ہے کہ پہچانی جائیں اور کوئی ان کو نہ ستائے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔'' (الاحزاب)

آیت کریمہ سے دلالۃً یہ بات معلوم ہورہی ہے کہ اگر خواتین کو ضرورت کے وقت باہر نکلنا پڑے تو وہ لمبی چادریں (یا برقعہ وغیرہ) پہن کر باہر نکلیں۔ اس سے پردۂ شرعی کے حکم کی تعمیل بھی ہوجائے گی اور بہت سہولت کے ساتھ اوباش اور شریر لوگوں سے حفاظت بھی، جلابیب جلباب کی جمع ہے جو لمبی چادر کو کہا جاتا ہے، جس میں عورت سر سے پیر تک مستور ہوجائے، جس کی ہیئت کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ وہ چادر ہے جو دوپٹہ کے اوپر اوڑھی جاتی ہے (ابن کثیر) اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے اس کی ہیئت یہ بیان فرمائی:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ جب وہ کسی ضرورت سے اپنے گھروں سے نکلیں تو اپنے سروں کے اوپر سے چادر لٹکا کر چہروں کو چھپالیں اور صرف ایک آنکھ (راستہ میں دیکھنے کے لئے) کھلی رکھیں۔ (ابن کثیر)

امام محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ مشہور تابعی حضرت عبیدہ نے آیت: ''یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ'' کی عملی تفسیر فرماتے ہوئے چادر کو چہرے پر اس طرح لپیٹا کہ صرف ایک آنکھ نظر آرہی تھی (احکام القرآن) گویا موصوف نے آیت مبارکہ کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ عورت پورے بدن کو چہرے سمیت ڈھانک لے اور صرف بہ قدر ضرورت ایک آنکھ کھولے رکھے؛ تاکہ راستہ میں دیکھ کر چلنے میں دشواری نہ ہو۔

خود نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازواج مطہرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ قَدْ اُذِنَ لَکُمْ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِکُنَّ (رواہ مسلم) یعنی تمہارے لئے اس کی اجازت ہے کہ تم اپنی ضرورت کے لئے گھر سے باہر نکلو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل آیتِ حجاب نازل ہونے کے بعد اس پر شاہد ہے کہ ضرورت کے مواقع میں عورتوں کو گھروں سے پردہ کے ساتھ باہر نکلنے کی اجازت ہے جیسا کہ حج وعمرہ کے لئے ازواج مطہرات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

ترجمہ: ''قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم بحالت احرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر حج میں تھے تو جب قافلہ کے لوگ ہمارے سامنے آتے تو ہم اپنی چادر سر سے چہرے پر لٹکا لیتے تھے اور جب قافلے آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہرے کھول لیتے تھے۔'' (ابوداود، ابن ماجہ)

دیکھئے! امت کی سب سے پاکیزہ ترین خواتین ازواج مطہرات پردہ کا کس قدر اہتمام فرمارہی ہیں۔ اسی طرح بہت سی روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ ازواج مطہرات اپنے والدین وغیرہ سے ملاقات کے لئے گھروں سے نکلتی تھیں اور عزیزوں کی بیمار پرسی اور تعزیت وغیرہ میں بھی شرکت کرتی تھیں؛ لیکن ان تمام صورتوں میں پردہ کا مکمل اہتمام رکھا جاتا تھا۔ اسی طرح مومن عورتیں جب ضرورت کے وقت گھروں سے باہر نکلا کرتی تھیں تو برقع اور موٹی لمبی چادریں لپیٹ کر نکلا کرتی تھیں، حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:

ترجمہ: ''جب یہ آیت یدنین علیهن الخ (لٹکالیں وہ اپنے اوپر اپنی چادریں) نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں اس حالت میں کالا لباس پہنے ہوئے گھر سے نکلیں گویا ان کے سروں پر کالے کوے بیٹھے ہوں۔'' (ابوداود)

ابوداؤد کی روایت میں ہے: ایک عورت کا لڑکا جنگ میں شہید ہوگیا، تو تحقیق کے لئے اس کی والدہ برقع کے ساتھ پورے پردے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، مجلس میں موجود صحابہ کرامؓ تعجب سے کہنے لگے کہ اس پریشانی میں بھی نقاب نہیں چھوڑا، صحابیہ عورت نے جواب دیا کہ میرا بیٹا گم ہوگیا میری شرم وحیا تو نہیں گم ہوئی۔ (ابوداؤد)

اسلامی حجاب عورت کا وقار ہے، خواتین میں جو برقع پہننے کا رواج ہوا ہے یہ دورِ نبوت کی پاکیزہ خواتینِ اسلام کے عمل سے ہی ماخوذ ہے، برقع بھی اسی چادر کے قائم مقام ہے جس کا تذکرہ قرآنِ کریم میں لفظِ جلباب سے کیا گیا ہے؛ البتہ پہلے زمانے میں برقع کالے رنگ کے ڈھیلے ڈھالے ہوا کرتے تھے اور خواتین اسی قسم

کے برقعوں کو پسند کرتی تھیں، جو پورے بدن کو بھی چھپالیتے تھے اور عورت کی شرافت کو بھی ظاہر کرتے تھے: لیکن آج کے دور کا ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ مارکیٹ میں ایسے برقعے آ گئے ہیں جن سے برقع کا مقصد ہی فوت ہو رہا ہے، کپڑا اتنا باریک کہ جس سے اندر تک کا لباس نظر آتا ہے۔ سائز اتنا تنگ کہ جس سے جسم کی ساخت بھی ظاہر ہوتی ہے، رنگ برنگ دھاگوں کے پھول، ڈیزائن، رنگوں چمکیوں اور موتیوں وغیرہ سے مزین بڑے بڑے قیمتی اور جاذب نظر برقعے آج مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ جن کے پہننے سے کبھی برقع کا مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔ جو بجائے حیا کے بے حیائی کو ظاہر کرتے ہیں اور ساتھ ہی بہت سی خواتین پورا چہرہ یا آدھا چہرے کھلا رکھتی ہیں اور برقع پہننے کے باوجود سر کے بال برقع کے باہر ڈالے رکھتی ہیں اور بعض خواتین نوز پیس اس طرح لگاتی ہیں کہ پیشانی، بھویں اور ناک کا حصہ کھلا رہتا ہے، جو کھلی ہوئی بے حجابی اور بے غیرتی ہے۔

مشہور مفسر علامہ آلوسیؒ اپنی معرکۃ الآرا تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: ”یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہئے کہ میرے خیال میں جس طرح کی زینت کا اظہار شریعت میں منع ہے اس میں یہ بھی ہے جو ہمارے زمانہ کی مال دار عورتیں اپنے کپڑوں کے اوپر پہنتی ہیں اور گھر سے باہر نکلتے وقت ان کپڑوں سے پردے کا کام لیتی ہیں؛ حالانکہ وہ رنگ برنگ ریشمی دھاگوں سے بنا ہوا برقع ہوتا ہے جس میں سونا یا چاندی کی نقش نگاری ہوتی ہے جسے دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ شوہر وغیرہ کا ان عورتوں کو اس انداز میں گھر سے نکلنے اور اجنبی مردوں کے درمیان آنے جانے پر روک ٹوک نہ کرنا بے غیرتی پر مبنی ہے جس کا چلن آج کل بہت عام ہو گیا ہے۔

ان فیشن ایبل برقعوں کے متعلق مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ”احکام القرآن للجصاص“ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جب زیور کی آواز تک کو قرآن کریم نے اظہار زینت میں قرار دے کر ممنوع کیا ہے تو مزین رنگوں کے کامدار برقعے پہن کر نکلنا بدرجۂ اولیٰ ممنوع ہوگا۔

(معارف القرآن)

احمد بن مالکیؒ لکھتے ہیں: فتنے کے اندیشہ کی وجہ سے عورتوں پر واجب ہے کہ وہ مزین اور نقش و نگار والے برقعوں سے ب[illegible] سادہ برقع پہن کر اجنبی مردوں سے پردہ کرکے باہر نکلیں۔ (حاشیۃ الصاوی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: ”اے لوگو! تم اپنی عورتوں کو زینت اور اترانے والے برقعے اور چادر پہن کر مساجد جانے سے روکو، اس لئے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں پر زینت اور اترانے والے لباس پہن کر مسجدوں میں جانے کے سبب لعنت ہوئی تھی۔“ (فتح القدیر)

لہٰذا لازم ہے کہ خواتین ڈھیلے ڈھالے، سادے اور غیر جاذب نظر برقعے پہن کر ہی باہر نکلیں اور یہ بات یاد رکھیں کہ برقعے زینت کے اظہار کے لئے بلکہ زینت کو چھپانے کے لئے ہیں خواتین درج ذیل امور کا خاص طور سے خیال رکھیں:

(۱) اصل پردہ حجاب بالبیوت (گھر میں رہنا) ہے، لہٰذا اپنے گھریلو کاموں میں مشغول رہیں بغیر کسی ضرورت شدیدہ کے باہر ہرگز نہ نکلیں، حدیث میں ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”لَیْسَ لِلنِّسَاءِ نَصِیْبٌ فِی الْخُرُوْجِ اِلَّا مُضْطَرٌّ“ (رواہ الطبرانی کذا فی الکنز) یعنی عورت کا باہر نکلنے کے لئے کوئی حصہ نہیں، سوائے اس کے کہ باہر نکلنے کے لئے کوئی اضطراری صورت پیش آجائے۔

(۲) اگر کسی شدید ضرورت کی وجہ سے باہر نکلنا پڑے تو برقع وغیرہ پہن کر ہی نکلیں، جیسا کہ آیت کریمہ: ”یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ“ سے معلوم ہوتا ہے۔

(۳) برقع کا کپڑا سادہ ہو، نقش و نگار اور پھول پتیوں سے مزین بھڑک دار نہ ہو، اتنا باریک نہ ہو جس سے اندر تک کا لباس نظر آئے۔

(۴) برقع کا سائز اتنا بڑا ہو کہ مکمل بدن ملبوس کپڑوں کے ساتھ چھپ جائے، اتنا چست نہ ہو کہ جس سے جسم کی ساخت ظاہر ہونے لگے۔

(۵) نقاب اس طرح لگائیں کہ پیشانی، بھویں اور ناک کا حصہ نظر نہ آئے، بہتر یہ ہے کہ آنکھوں پر جالی دار کپڑا لگالیں۔

(۶) اوڑھنی اتنی بڑی ہو کہ جس سے گردن بال اور سینے کا حصہ اچھی طرح چھپ جائے۔

(۷) اوڑھنی کے ذریعہ سر کے بالوں کو چھپانے کے ساتھ ساتھ چوٹی کے بالوں کو بھی اندر کرلیں، کیوں کہ سر اور بال دونوں ستر میں داخل ہیں جن کا چھپانا ضروری ہے۔ (ہندیہ) نیز ایسی عورتیں جو اپنے بال وغیرہ مردوں کو دکھاتی ہیں وہ قیامت کے دن سخت سزا کی مستحق ہوں گی جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں احکام شریعہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

☆☆......☆☆

مسئلہ ختم نبوت اور قادیانیت!

بیان: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
ضبط و ترتیب: حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

ختم نبوت کا مسئلہ کبھی اُمت کے درمیان نزاع کا موجب نہیں رہا، یعنی کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس مسئلہ میں دو آدمیوں کی رائے مختلف رہی ہو، مثلاً: ایک کہتا ہو کہ نبوت ختم ہے، اور دوسرا کہتا ہو کہ نہیں، ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے۔ پوری پوری کی اُمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک اس پر متفق ہے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے، چنانچہ جو مسلمان ہے وہ ختم نبوت کا قائل ہے، اور اس کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا، یعنی کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، جو اس کا قائل نہیں، وہ مسلمان نہیں۔

ختم نبوت کے دلائل:

ختم نبوت کے عقلی دلائل بھی ہیں، یعنی عقل تقاضا کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخصیت کو نبی نہ بنایا جائے، اور اس کے سر پر نبوت کا تاج نہ رکھا جائے، اور زمان و مکان بھی اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام زمانوں کے اور تمام مکانوں کے نبی ہیں۔ جس طرح ایک جوتے میں دو پاؤں نہیں آسکتے، اور ایک قالب میں دو چیزوں کی بھرتی نہیں کی جاسکتی، اسی طرح تمام زمان و مکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے بھرے ہوئے ہیں، کسی اور نبی کی گنجائش ہی نہیں۔ یہ ٹھیک اسی طرح ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ...." (الاحزاب:۴)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ہم نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں رکھے، ایک ہی دل ہے۔

منکرِ خدا کی طرح منکرِ رسالت بھی کافر ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والی تمام نسلِ انسانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہی ہے، ممکن ہی نہیں کہ کسی دوسرے نبی کی اُمت بن جائے، جس طرح خدا تعالیٰ کا منکر دہریہ اور منکرِ خدا ہے، اسی طرح خدا تعالیٰ کی وحدانیت میں کسی اور کو شریک کرنے والا بھی منکرِ خدا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے، وہ بھی منکرِ رسالت ہیں، اور جو لوگ کسی دوسرے کو اس رسالت میں ظلی، بروزی، مجازی، حقیقی وغیرہ انداز سے شریک کردیتے ہیں، وہ بھی مشرک فی النبوۃ ہونے کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔

"لا نبی بعدی" کے بعد کسی نبی کی گنجائش نہیں:

جس طرح کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" (نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے) کے اقرار کے بعد کسی دوسرے چھوٹے موٹے، ظلی، بروزی، حقیقی، مجازی، خدا کی گنجائش کے نہیں ہے اور اللہ کے سوا کسی قسم کا کوئی بھی معبود نہیں، اسی طرح ارشادِ نبوی: "لا نبی بعدی!" (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کے بعد بھی کسی نبی کی گنجائش نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "لا نبی بعدی!" (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کا معنی یہ ہے کہ مجھ سے پہلے نبی تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

پہلے کا کوئی نبی آجائے تو ختم نبوت کے منافی نہیں:

جس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی ہوتے رہے ہیں، ہاں! بعد میں کوئی نہیں آئے گا۔ اب اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا کوئی رسول آجائے یا سارے نبی موجود ہوں تو آخری نبی کون ہوگا؟ ظاہر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہوں گے، کیونکہ نبوت سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو دی گئی، اور سب سے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی، آپ آخری نبی اور خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، لہٰذا اگر پہلے کے نبی سارے کے سارے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت کریں اور آپ کے خادم بن جائیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا، تب بھی آپ خاتم النبیین رہیں گے۔

قادیانی دھوکا!

قادیانی یہ دھوکا دیا کرتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے آئیں گے؟ میں نے اس کا جواب عرض کردیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت نہیں دی گئی۔

مرزا قادیانی مریم سے عیسیٰ کیسے بنا؟

مرزا غلام احمد ''کشتی نوح'' میں کہتا ہے کہ: ''دو سال تک میں مریمی صفت میں نشوونما پاتا رہا۔'' حیرت ہے کہ اس وقت بھی مرزا جی کی داڑھی اور مونچھیں بھی تھیں، اس نے کوٹ بھی پہن رکھا تھا، لیکن اس کے باوجود کہتا ہے کہ میں مریمی صفت میں نشوونما پاتا رہا، یعنی مریم بن گیا۔

ذرا کسی قادیانی سے پوچھو کہ مریمی صفت کیا ہوتی ہے؟

پھر کہتا ہے کہ: اس کے بعد استعارہ کے رنگ میں مجھ میں عیسیٰ کی رُوح نفخ کی گئی، یعنی استعارہ کی پچکاری سے عیسیٰ کی رُوح کا انجکشن لگایا گیا۔ گویا وہ کہتا ہے کہ میں مریم تو پہلے بن گئی تھی تا، دو سال تک مرزا مریم بنی رہی، پھر میرے اندر استعارہ کے رنگ میں عیسیٰ کی رُوح نفخ کی گئی، اور اس طرح مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا، پھر ایک مدت حمل کے بعد جو دس مہینے سے کم نہیں، (لاہور میں ہمارے ریاض الحسن گیلانی صاحب ہوتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ دس مہینے میں تو گدھی حاملہ رہا کرتی ہے)۔ چنانچہ کہتا ہے کہ: پھر ایک مدتِ حمل کے بعد جو دس مہینے سے کم نہیں، میں مریمی صفت سے عیسیٰ کی صفت کی طرف منتقل ہوا، یعنی وضعِ حمل ہوگیا، اس طرح میں عیسیٰ ابن مریم کہلایا، لہٰذا میں عیسیٰ بھی ہوں، اور مریم کا بیٹا بھی ہوں، اور خود مریم بھی تھا، گویا وہ کہتا ہے کہ میں خود بیٹا، خود ہی باپ اور خود ہی ماں، اور جب مریم سے عیسیٰ بن گیا تو پھر نبوت بھی مل گئی۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ مجھے نبوت دی گئی، مگر اس کے برعکس اسلام کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کسی کو دی نہیں جائے گی، بس اتنا ہی فرق ہے قادیانیوں اور مسلمانوں کے عقیدہ میں۔

تمام انبیاء آپ کے ماتحت ہیں:

بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سر آنکھوں پر، بلکہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی آجائیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے اعتبار سے جدامجد ہیں، مگر مرتبے کے اعتبار سے وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے خادم ہیں، سنو! ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ماتحت ہیں، جب تمام انبیائے کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہوئے تو آپ نبی الانبیاء ہوئے، دوسرے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے جرنیلِ اعظم، سب سے بڑے سپہ سالار ہیں، اور سب جرنیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہیں، اس لئے کہ ہر جرنیل اپنی ماتحت فوج کے ساتھ سپہ سالارِ اعظم کے ماتحت ہوتا ہے، اس طرح تمام کی تمام اُمتیں اپنے نبیوں کے توسل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شامل ہوجاتی ہیں، اس لئے فرمایا کہ:

''بیدی لواء الحمد یوم القیامۃ ولا فخر! وادم ومن دونہ تحت لوائی یوم القیامۃ ولا فخر!''

ترجمہ:... ''اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا قیامت کے دن، فخر کی بات نہیں، اور آدم اور آدم سے نیچے کے تمام انبیائے کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سب کے سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، فخر کی بات نہیں۔

''لواء الحمد'' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوگا، کیونکہ سپہ سالار آپ ہیں، اور باقی تمام انبیائے کرام علیہم السلام ان کے ماتحت ہیں۔

رفع ونزولِ عیسیٰ کا عقیدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں زمین پر تشریف لائیں گے، کیونکہ اللہ نے ان کو زندہ آسمان پر اُٹھالیا تھا، اور قرآن کریم میں اس کا تذکرہ موجود ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا.''

ترجمہ:... ''بلکہ اُٹھالیا اللہ نے اس کو اپنی طرف، (کیسے اُٹھالیا؟) اس لئے کہ اللہ بڑا زبردست ہے۔''

تمہارے لئے ''کیسے؟'' کا سوال ہوسکتا ہے، اللہ کے لئے ''کیسے؟'' کا سوال نہیں ہوسکتا، ''حَكِيْمًا'' کیوں اُٹھالیا تھا؟ اللہ تعالیٰ حکمت والے ہیں، وہ اپنی حکمت کو خود جانتے ہیں، ''کیوں؟'' کا سوال تمہارے اور میرے لئے ہوسکتا ہے، اس کے لئے نہیں ہوسکتا۔ قادیانیوں کے تمام شبہات کا جواب قرآن پہلے سے دے کر فارغ ہوچکا ہے۔

نزولِ عیسیٰ اور قرآنِ کریم:

حضرت عیسیٰ کے نزول کے بارہ میں بھی قرآنِ کریم میں تصریح موجود ہے جیسا ارشاد ہے:

''وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا

لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔"

ترجمہ:..."اور نہیں ہیں اہلِ کتاب میں سے کوئی مگر ضرور ایمان لائے گا اس پر، اس کی موت سے پہلے۔"

"اس پر" یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر، "اس کی موت سے پہلے" یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے، معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں ابھی زندہ ہیں، جب قرآن نازل ہو رہا تھا اس وقت قرآن کہہ رہا ہے: "قَبْلَ مَوْتِهٖ" اس کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے۔ معلوم ہوا کہ وہ مرا نہیں۔

جب آپ کہیں کہ مرنے سے پہلے یہ کام ان شاء اللہ کرنا ہے، تو اس کا کیا مطلب ہے؟ کہ آپ مرگئے؟ یا بعد میں کریں گے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ کی موت سے پہلے تمام اہلِ کتاب ان پر ایمان لائیں گے، اور بسندِ صحیح حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دوسرے اکابر سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قربِ قیامت میں دجال کو قتل کرنے کے لئے نازل ہوں گے تو تمام کے تمام اہلِ کتاب مسلمان ہوجائیں گے۔ یہ تو مختصری بات ہوئی ختم نبوت کے متعلق۔

قادیانیت کی تعریف:

دوسری طرف ختم نبوت کی نفی کا نام قادیانیت ہے، مگر اس کے باوجود قادیانی کہتے ہیں کہ "ہم مسلمان ہیں!" بھائی! نوّے سال تک ہماری ان کے ساتھ لڑائی ہوتی رہی اور جنگ جاری رہی، مباحثے ہوئے، مناظرے ہوئے، اس کے بعد پھر مباہلے ہوئے۔

مباہلہ کی تعریف:

مباہلہ کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ایک فریق اس طرف سے، ایک فریق اُس طرف سے، دونوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کرتے ہیں کہ: یا اللہ! ان دونوں میں سے جو جھوٹا ہو، اس کو ہلاک کر، اور اس پر لعنت فرما۔ اے اللہ! اتنی لعنتیں فرما، اتنی لعنتیں فرما، اتنی لعنتیں فرما جتنی کہ غلام احمد پر نازل ہوئیں۔

حضور ﷺ کا نصرانیوں سے مباہلہ:

سورۂ آل عمران میں نصاریٰ کے وفد کا تذکرہ ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذہبی گفتگو کی تھی، لاجواب تو ہوگئے، لیکن مانے نہیں، یہ مباحثہ پندرہ دن نہیں، بلکہ پندرہ منٹ بھی نہیں رہا، صرف پانچ منٹ میں ان کے اس وقت کے سب سے بڑے بڑے، موٹے موٹے اسی ۸۰ عالم جمع ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے آئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ان سے تین فقرے ارشاد فرمائے تھے، چوتھا فقرہ نہیں فرمایا کہ وہ لاجواب ہوگئے۔

آتھم کے مقابلہ میں مرزا کی بے بسی:

ادھر مرزا غلام احمد قادیانی، ایک عیسائی عبداللہ آتھم جیسے ایک معمولی دیسی پادری، جو کہ عبداللہ سے مرتد ہوکر آتھم بنا تھا، اس جیسے بگڑے ہوئے خبیث، دیسی پادری کے ساتھ پندرہ دن تک مناظرہ کرتا رہا، مگر غلام احمد اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔

نصرانیوں سے مباہلہ کی تفصیلات:

خیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عیسائی لاجواب ہوگئے، لیکن مان کے نہیں دیے، اس پر قرآنِ کریم کی یہ آیت شریفہ نازل ہوئی:

"فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔"

ترجمہ:..."(اے نبی!) اس مسئلے میں جو لوگ آپ سے اس کے بعد بھی جھگڑا کرتے ہیں تو ان سے کہو کہ آؤ ہم بلاتے ہیں اپنے بیٹوں کو، تم بلاؤ اپنے بیٹوں کو، ہم بلاتے ہیں اپنی عورتوں کو، تم بلاؤ اپنی عورتوں کو، ہم اپنے آپ کو لاتے ہیں، تم اپنے آپ کو لاؤ، (ایک میدان میں جمع ہوجائیں) پھر اللہ کے سامنے گڑگڑائیں، جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ آیت سنادی، کہنے لگے: اے محمد! ہمیں ایک دن کی مہلت دے دیجئے تاکہ ہم مشورہ کرلیں، فرمایا:

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

ٹھیک ہے! اگلے دن وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب آئے ...دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ٹھہرنے کا انتظام فرمایا ہوا تھا، اور وہ آپ ؐ کے مہمان تھے ..تو آکر کہنے لگے کہ: حضور! ہماری رائے یہ ہے کہ آپ سے مباہلہ نہ کریں، بلکہ آپ کے ساتھ صلح کرلیں، اور آپ کو جزیہ اور ٹیکس دیا کریں، ذمیوں والا معاملہ کرلیں، نبوت اس کو کہتے ہیں۔

لاٹ پادری کا اعتراف:

رات کو جب یہ آپس میں مشورہ کررہے تھے تو ان کا سب سے بڑا پادری عبدالمسیح اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: تم جو مشورہ کروگے، اس پر عمل کرلیں گے، لیکن میری ایک بات سن لو! وہ یہ کہ اتنا تو تم بھی جانتے ہو کہ یہ نبی برحق ہے، اپنے گھر کی بات ہے ناں، تم بھی جانتے ہو کہ یہ نبی برحق ہیں۔

ابوجہل کا اعترافِ صداقت:

اور تو اور جب ابوجہل سے تنہائی میں پوچھا گیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟ سچے ہیں یا جھوٹے؟ اس پر ابوجہل نے کہا کہ: کبھی انہوں نے جھوٹ بولا ہی نہیں کہ ان کو جھوٹا کہا جائے، جب انہوں نے جھوٹ ہی نہیں بولا تو ان کو جھوٹا کیسے کہیں؟ اس سے کہا گیا کہ: پھر مانتے کیوں نہیں ہو؟ کہنے لگا: فلاں منصب ان ہاشمیوں کے پاس، فلاں بھی ان کے پاس، فلاں بھی ان کے پاس، سقایا ان کے پاس، رفادہ ان کے پاس، اور حجابہ ان کے پاس، اور اب ایک باقی رہ گئی تھی نبوت، یہ بھی ان کے یہاں چلی جائے؟ اس سے تو قریش کی ناک کٹ جائے گی۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ! مکے کا سب سے بڑا مشرک اور "فرعون هذه الأمة" کہتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔

سچے نبی سے مباہلہ، پروانۂ موت پر دستخط کرنا ہے:

تو ان عیسائی پادریوں کا سب سے بڑا پادری بھی اپنی قوم میں تقریر کرتا ہے کہ تم جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔ اسی طرح اس پادری نے دوسری بات یہ بھی کہی کہ: یہ بات تو تم بھی جانتے ہو کہ سچے نبی کے ساتھ مباہلہ کرکے کبھی کوئی بچا نہیں ہے، اس لئے میری رائے یہ ہے کہ ان سے مباہلہ کرکے اپنی موت اور موت کے پروانے پر دستخط نہ کرو، لہٰذا وہ جس شرط پر بھی راضی ہوجائیں، ان سے صلح کرلو۔ اگلے دن عیسائی پادری آئے اور آکر صلح کرلی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے! کوئی اصرار نہیں تھا، کیونکہ سچی نبوت تھی۔

اگر عیسائی مباہلہ کرتے تو....:

البتہ اس موقع پر ایک بات فرمائی کہ: "اگر یہ لوگ مباہلہ کے میدان میں اللہ کے نبی کے مقابلہ میں ہاتھ اُٹھالیتے تو اللہ کی قسم! ان کے درختوں پر ایک چڑیا بھی زندہ باقی نہ رہتی۔" اس کو کہتے ہیں صداقت...!

غلام احمد کے مباہلوں کا انجام؟

غلام احمد قادیانی کے ساتھ مسلمانوں کے مباہلے ہوئے اور ان میں وہ جھوٹا بھی نکلا، صرف ایک بار نہیں، بلکہ دو بار، تین بار، چار بار، پانچ بار، چھ بار اور سات بار جھوٹا نکلا، میرے پاس اس کے حوالے موجود ہیں، مگر قادیانی آج تک آئیں بائیں شائیں کرتے ہیں، کہ جی یہ ہوگیا تھا، اس میں یوں ہوگیا تھا، اور طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں، مجھے بتلاؤ نبی کے ساتھ مباہلہ کرنے والا کبھی کوئی بچا ہے؟ ممکن ہی نہیں، مگر افسوس! کہ قادیانی مان کر نہیں دیتے۔ پھر بات چلی گئی عدالت میں، عدالت بھی کون سی؟ کہ ایک جج ہوتا ہے چھوٹا، ایک بڑا، اس سے بڑی عدالتِ عالیہ ہوتی ہے، اس کے بعد عدالتِ عظمیٰ ہوتی ہے، اس میں بنچ بیٹھتی ہے، اور یہاں کی پوری کی پوری قومی اسمبلی کو عدالت بنادیا گیا تھا، سپریم کورٹ نہیں اس سے بھی اُوپر کی عدالت، پوری کی پوری قومی اسمبلی مسٹر بھٹو نے اس کو عدالت کی حیثیت دے دی تھی، اور وہ باقاعدہ مقدمے کی سماعت کررہی تھی، جس نے فیصلہ دے دیا کہ غلام احمد قادیانی جھوٹا تھا اور اس کی ذریت بھی جھوٹی ہے، چنانچہ انہیں متفقہ طور پر قومی اسمبلی نے غیر مسلم قرار دے دیا۔ ☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی اسفار

بہاول پور تحریک ختم نبوت کا قدیمی مرکز ہے۔ حکیم محمد ابراہیم جالندھریؒ نے بہاول پور میں مجلس کی بنیاد رکھی اور حکیم صاحب مجلس کے امیر رہے۔ غلہ منڈی بہاول پور میں مجلس کا ملکیتی دفتر انہیں کی تعمیر کردہ عمارت کا مرہون منت ہے۔ حکیم صاحب کے رفقاء الحاج محمد ذکر اللہ، حاجی علم دین انصاریؒ، حاجی عمر دینؒ، الحاج سیف الرحمٰن انصاری مدظلہ سمیت بہت سے رفقاء تھے جنہوں نے تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

حکیم محمد ابراہیمؒ کے بعد الحاج محمد ذکر اللہ ایک عرصہ تک مجلس کے امیر رہے۔ الحاج محمد ذکر اللہ کے بعد الحاج سیف الرحمٰن انصاری مجلس کے امیر چلے آ رہے ہیں۔ مولانا غلام مصطفیٰ بہاول پوریؒ، مولانا غلام محمد علی پوریؒ، مولانا عبداللطیف علی پوری یکے بعد بہاول پور مجلس کے مبلغ رہے۔ راقم الحروف بھی ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاول پور میں مبلغ رہا۔ راقم کو ۱۹۹۰ء میں بہاول پور سے لاہور تبدیل کردیا گیا۔ راقم کی موجودگی میں ہی مولانا محمد اسحاق ساقی معاون مبلغ کے طور پر تشریف لائے اور میری لاہور تبدیلی کے بعد ۱۹۹۰ء سے مبلغ چلے آ رہے ہیں۔ مبلغین کے سہ ماہی اجلاس منعقدہ ۴،۵؍اکتوبر ۲۰۱۸ء میں مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے تجویز پیش کی کہ عصری تعلیمی اداروں کے اساتذہ سے ایک نشست رکھی جائے اور مجلس کے پرانے رفقاء، اساتذہ اسکولز کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیں۔ چنانچہ مولانا محمد اسحٰق ساقی نے عباسیہ ہائر سیکنڈری اسکول بہاول پور کے پرنسپل سے ملاقات کے بعد ۳۱؍اکتوبر صبح نو بجے کا وقت طے کیا۔ راقم نے دو درجن سے زائد اساتذہ و ٹیچرز حضرات کی خدمت میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت پر لیکچر دیا۔ عباسیہ ہائی اسکول کی بنیاد نواب بہاول پور سر محمد صادق عباسیؒ نے قیام پاکستان سے پہلے رکھی۔ مذکورہ بالا تعلیمی ادارہ بہاول پور کے قدیمی اور بڑے اداروں میں سے ایک ہے، جہاں تین ہزار سے زائد طلبا زیر تعلیم ہیں اور انٹر تک کلاسیں لگتی ہیں۔

دارالعلوم اسلامی مشن کی بنیاد: امام الملوک والسلاطین مولانا عبدالقادر آزادؒ نے قیام پاکستان کے بعد مسیحی مشن کے مقابلہ میں رکھی۔ مولانا آزادؒ محکمہ اوقاف میں چلے گئے اور ترقی کرتے کرتے بادشاہی عالمگیری مسجد لاہور کے خطیب بن گئے۔ ان کے بعد کمیٹی بنتی رہیں اور اسلامی مشن ایک دینی، عربی مدرسہ کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس وقت ہمارے حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد کندیاں شریف کے خادم خاندان کے چشم و چراغ ڈاکٹر حافظ حمید اللہ خان خاکوانی مدظلہ کمیٹی کے سربراہ ہیں اور جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل مولانا عبدالرزاق زید مجدہ صدر مدرس ہیں۔ اندرون ادارہ کا تمام نظم ونسق مولانا عبدالرزاق چلا رہے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف تک اسباق ہوتے ہیں۔ موصوف کے حکم پر راقم نے طلبا اور اساتذہ کرام سے تقریباً آدھ گھنٹہ فضیلت علم پر خطاب کیا۔

ناموس رسالت ایکشن کمیٹی کا اجلاس: جامع مسجد اشرف غلہ منڈی بہاول پور میں انجمن تاجران، علماء کرام اور مجلس کے زعماء کا اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر منعقد ہوا، جس میں مرکزی انجمن تاجران کے صدر حافظ محمد یونس نے یکم نومبر ۲۰۱۸ء کو آسیہ ملعونہ کی رہائی کے سلسلہ میں سپریم کورٹ کے متنازعہ فیصلہ کے خلاف شہر بھر میں ہڑتال کا اعلان کیا اور کہا کہ میں نے ماتحت تنظیموں کو سرکلر جاری کر دیا ہے۔ بعدازاں مجلس کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی نے اعلان کیا کہ یکم نومبر ختم نبوت چوک احمد پوری گیٹ کے باہر دھرنا ہوگا، جس میں عوام سے شرکت کی اپیل کی۔ راقم نے آسیہ مسیح کیس کے پس منظر، ایس پی انویسٹی گیشن شیخوپورہ، ایڈیشنل سیشن جج شیخوپورہ، بعدازاں لاہور ہائی کورٹ کے فیصلہ پر روشنی ڈالی اور کہا کہ سپریم کورٹ کے متنازعہ فیصلہ جس کی وجہ سے پورے ملک میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ ملک بھر میں ہڑتالوں، مظاہروں اور دھرنوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یکم نومبر کا دھرنا بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

دو روزہ ختم نبوت کورس غلہ منڈی: جامع مسجد غلہ منڈی میں ختم نبوت کورس ۳۱؍اکتوبر ۲۰۱۸ء کو عصر سے مغرب تک جامع مسجد اشرف غلہ منڈی میں دو روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ جس میں پہلے دن عقیدۂ ختم نبوت پر راقم کا لیکچر ہوا جس میں دو سو کے قریب طلبا و علماء کرام اور عوام نے شرکت کی۔ عصر سے مغرب تک کورس کا دورانیہ

تھا۔ جامع مسجد غلہ منڈی کی بنیاد حاجی محمد اشرف چغتائی نے رکھی۔ یہ مسجد انہیں نام سے معنون ہے۔

جامع مسجد قاسمی ربانہ چوک میں درس: مولانا مفتی محمد یوسف سلمہ دارالعلوم مدنیہ ماڈل ٹاؤن بی کے مدرس ہیں، اپنے محلہ میں مدرسہ اور مسجد کا نظم چلا رہے ہیں۔ مولانا ساقی نے یکم نومبر صبح کی نماز کے بعد مفتی محمد یوسف سلمہ کی استدعا پر صبح کے درس کا وقت دیا اور صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد قاسمی میں ہوا۔

دھرنا میں شرکت: جیسا کہ پہلے بتلایا جاچکا ہے کہ مولانا ساقی نے اعلان کیا کہ یکم نومبر بارہ بجے دوپہر چوک ختم نبوت میں دھرنا دیں گے اور احتجاجی بیانات ہوں گے، چنانچہ ختم نبوت چوک کے دھرنا میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا مفتی عطاء الرحمن اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔ جمعیت علماء اسلام کی نمائندگی جمعیت پنجاب کے جنرل سیکریٹری مولانا مفتی مظہر شاہ اسعدی، علامہ شفقت الرحمن نے کی۔ احتجاجی جلسہ کی اختتامی دعا مولانا مفتی عطاء الرحمن نے کرائی۔ مولانا ساقی، حاجی عبدالرحمن انصاری اور دیگر رفقاء عصر تک دھرنا میں شریک رہے۔

ختم نبوت کورس کی افتتاحی تقریب: یکم نومبر عصر سے مغرب تک منعقد ہوئی، جس میں مناسب حاضری ہوئی۔ راقم نے ”اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی“ کے عنوان پر تقریباً ایک گھنٹہ لیکچر دیا۔

جناب عبیداللہ خاکوانی سے ملاقات: ہمارے حضرت خواجہ صاحبؒ کے مسترشد سردار فضل محمود خاکوانی کے فرزند ارجمند اور فدائے ختم نبوت ہیں۔ سردار فضل محمود خاکوانیؒ کے متعلق احباب بہاول پور نے بتلایا کہ موصوف پولیس میں ایس پی تھے کہ حافظ سیّد عبدالحمید بہاول پوریؒ ان کے ہاں کسی محکمانہ مسئلہ میں تشریف لے گئے۔ سردار صاحبؒ کے گھر سے کھانا آیا اور تھوڑی دیر کے بعد ملازم برتن اٹھالے آیا تو برتنوں میں کھانا موجود تھا۔ جب سردار صاحب دفتر سے آئے تو گھر والوں نے بتلایا کہ آپ کے انسپکٹر نے ہمارے گھر کا کھانا نہیں کھایا۔ سردار صاحب نے حافظ سیّد عبدالحمیدؒ سے پوچھا کہ آپ نے ہمارے گھر کا کھانا نہیں کھایا؟ تو حافظ صاحب نے بتلایا کہ میرے شیخ کا حکم ہے کہ اپنے محکمہ کے افسروں کے گھر کا کھانا نہ کھایا کریں۔ تو سردار صاحب نے کہا کہ آپ کے شیخ کون ہیں؟ بتلایا کہ خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین ہیں تو سردار صاحب حافظ کو لے کر خانقاہ شریف تشریف لے گئے اور بیعت ہوگئے۔ بیعت کیا ہوئے کہ فنا فی الشیخ ہوگئے، ایس پی کی کروفر ایک درویش کی صورت میں آ کر ختم ہوگئی۔ جب حضرت خواجہ صاحبؒ ملتان تشریف لاتے یا بہاول پور تو سردار صاحبؒ حضرت والا کے جوتے اٹھاتے ہوئے نظر آتے۔ اللہ پاک نے انہیں کئی ایک فرزندوں سے نوازا اور آپ کے تمام بیٹے خانقاہ سراجیہ کے خدام ہوئے، ان فرزندان گرامی میں جناب عبیداللہ خان خاکوانی ہیں جو ایف سی صادق آباد سے ریٹائر ہوئے، ان کی خواہش پر رات کا قیام وطعام ان کے گھر واقع ماڈل ٹاؤن اے میں رہا۔

جامع مسجد تالاب والی کہروڑپکا میں خطبہ جمعہ: جامع مسجد تالاب والی بخاری چوک کہروڑپکا میں واقع ہے، کہروڑپکا مجلس احرار اسلام کا مرکز رہا ہے۔ بخاری چوک حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نام سے معنون ہے۔ جامع مسجد تالاب والی میں مجلس کہروڑپکا کے سابق امیر مولانا غلام محمد ریحانؒ ایک عرصہ تک خطیب رہے۔ موصوف مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ پورا شہر ان کا احترام کرتا تھا۔ مولانا غلام محمد ریحان نے اپنی زندگی میں اپنے فرزند نسبتی مولانا منیر احمد ریحان کو مسجد تالاب والی کا خطیب وامام مقرر کیا۔ مولانا منیر احمد جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے استاذ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زعماء میں سے ہیں۔ سنہری مسجد کہروڑپکا میں مجلس کا دفتر قائم کیا ہوا ہے۔ موصوف نے مولانا محمد اسحاق ساقی کے حکم پر راقم کا خطبہ جمعہ کا پروگرام رکھا۔ چنانچہ راقم نے ۲ نومبر کے جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد تالاب والی میں دیا اور مولانا غلام محمد ریحان کی عظیم الشان خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور گستاخ رسول کی سزا قرآن و سنت سے بیان کی۔

خوشاب میں مولانا محمد اسماعیلؒ کی جدوجہد:

قاری سعید احمد اسعد مدظلہ عرصہ دراز سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار چلے آرہے ہیں، ان کے والد محترم مولانا محمد اسماعیلؒ سرگودھا کے معروف عالم دین مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے شاگرد رشید تھے۔ بہت ہی باہمت اور جرأت مند عالم دین تھے۔ فراغت کے بعد انہیں بہت سے مقامات سے پیشکشیں ہوئیں، انہوں نے دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند سے کیا اور ساڑھے تین سو علماء کرام میں اول آئے۔ حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ سے تعلق تھا۔ مولانا غلام مرشد کے بعد بادشاہی مسجد کی خطابت کی بھی انہیں پیشکش ہوئی اور حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ

نے فرمایا کہ میرے تعلقات ہیں، آپ نے بادشاہی مسجد کے بجائے خوشاب جیسے علاقہ اور چھوٹی سی مسجد کو اس لئے ترجیح دی کہ یہاں کام کی ضرورت تھی۔ علاقہ شرک و بدعات اور جہالت کا گڑھ تھا۔ اللہ پاک کا نام لے کر کام شروع کیا۔ چھوٹی سی مسجد بہت بڑی بن گئی اور اللہ پاک نے ان سے بھرپور کام لیا، انہوں نے قادیانیوں سے کئی ایک مناظرے کئے اور انہیں شکست فاش دی۔

قادیانیوں کا ایک مربی عمر خطاب تھا۔ اس نے مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی کو مناظرہ کا چیلنج دیا، تو حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا: عمر خطاب آپ پہلے میرے شاگرد سے (مولانا محمد اسماعیل سے مناظرہ) کرلیں، ان شاء اللہ العزیز! وہ تمہیں شکست فاش دے گا۔ بصورت دیگر میں حاضر ہوں۔ حضرت مفتی صاحب کی دعاؤں سے مولانا محمد اسماعیل نے عمر خطاب کو شکست فاش دی۔ اس وقت سکے والے پیسے ہوتے تھے۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا: اگر میرا شاگرد ہار گیا تو پیسے تیرے اور تھیلی میں بہت سارے پیسے تھے، جب مولانا محمد اسماعیل نے اسے ذلیل کیا تو مفتی صاحب نے تھیلی اس کی جھولی میں پھینک دی اور فرمایا: اگرچہ تو میرے شاگرد سے ہار گیا ہے پھر بھی میں یہ پیسے تجھے دیتا ہوں، مولانا محمد اسماعیل کے خلاف سترہ پرچے ہوئے، لیکن ہمت نہ ہاری۔ خوشاب میں قادیانیوں کے تین سو گھرانے تھے۔ مولانا کی جدوجہد اور مساعی جمیلہ سے اب صرف ستر افراد رہ گئے اور ان کے تین عبادت خانے تھے، دو بند کرادیئے گئے، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا قاری سعید احمد اسعد مدظلہ نے ان کی سیٹ سنبھالی اور اس وقت جماعتی کام شروع کیا، جب خوشاب میں کوئی مبلغ نہیں تھا۔ اب تو اللہ کے فضل و کرم سے مبلغ موجود ہے اور بہت ہی باہمت مبلغ ہے۔ مبلغ مولانا محمد نعیم کی معیت میں قاری صاحب کی خدمت میں ۱۲؍نومبر کو حاضری دی۔ تقریباً آدھ گھنٹہ ان کے ہاں رہے، پھر اگلے سفر پر وادی سون سیکسر کی طرف روانہ ہوگئے۔

مردوال میں ختم نبوت کانفرنس: مردوال وادی سون سیکسر کا صحت افزاء مقام ہے۔ جہاں مولانا فضل احمدؒ تلہ گنگ کے شاگرد رشید قاری محمد دین مدظلہ عرصہ باون سال سے دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ شاندار جامع مسجد کے خطیب ہیں۔ ۱۹۵۷ء، ۱۹۵۸ء میں مولانا فضل احمدؒ سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ بہت ہی باہمت عالم دین ہیں۔ ۱۲؍نومبر عشاء کی نماز کے بعد ناموس رسالت کے تحفظ کے سلسلہ میں ختم نبوت کانفرنس قاری محمد دین مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تلاوت و نعت کے بعد مولانا محمد اسماعیل خطیب جامع مسجد ختم نبوت جابہ، مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔ رات کا قیام کھبیکی مولانا عبدالستار کے مدرسہ میں رہا۔

نگی مسجد انارکلی لاہور: میں ۱۳؍نومبر بعد نماز مغرب بیان ہوا، نگی مسجد میں مولانا قاری نذیر احمدؒ سابق ناظم اعلیٰ مجلس لاہور، قاری محمد زبیر سابق نائب امیر مجلس لاہور، یکے بعد دیگرے خطیب رہے۔ اب قاری محمد زبیرؒ کے فرزند ارجمند مولانا قاری محمد اسامہ خطیب و امام ہیں، خوش الحان قاری القرآن ہیں۔ گویا تیسری نسل مجلس سے وابستہ ہے۔ راقم جب لاہور میں ۱۹۹۰ء میں مبلغ کی حیثیت سے آیا تو اس وقت مولانا قاری نذیر احمدؒ مجلس کے ناظم اعلیٰ تھے اور الحاج بلند اختر نظامیؒ امیر۔ حاجی طارق سعید ناظم تھے۔ مولانا قاری نذیر احمدؒ کی وفات کے بعد جدید ممبر سازی ہوئی اور حاجی بلند اختر نظامیؒ امیر رہے اور مولانا ظفر اللہ شفیق ناظم اعلیٰ بنائے گئے اور قاری نذیر احمدؒ کے فرزند ارجمند قاری محمد زبیرؒ نائب امیر، قاری محمد زبیر تاحیات نائب امیر رہے۔

مرکزی جامع مسجد انارکلی لاہور: مولانا محمد ابراہیم میاںؒ اس کے بانی اور خطیب تھے۔ بابا ڈنڈے والا کے نام سے مشہور تھے اور مسجد کا نام جامع مسجد تلوار والی مشہور تھی۔ میاں محمد ابراہیم کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت میاں عبدالرحمٰنؒ ان کے جانشین مقرر کئے گئے۔ موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی ایک عرصہ تک سرپرستی فرماتے رہے۔ آپ اپنے علاقہ مانسہرہ سے آتے ہوئے ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں فوت ہوگئے۔ ان کے بعد مولانا محمد میاں، مولانا احمد میاں، مولانا محمود میاں نے اپنے باپ دادا کی مسند کو سنبھالا، کم عمر ہونے کے باوجود مسجد و مدرسہ کا نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ ان کی دعوت پر ۱۴؍نومبر کو مرکزی جامع مسجد انارکلی میں ناموس رسالت کے حوالے سے راقم کا بیان ہوا۔

مدرسہ اشرف العلوم بخشن خاں: مدرسہ اشرف العلوم بخشن خان چشتیاں کا معروف ادارہ ہے، جس کی بنیاد مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے شاگرد رشید استاذ الحفاظ مولانا حافظ محمد عالمؒ نے ۱۹۵۸ء میں رکھی، آپ کے بعد استاذ العلماء، مولانا رشید احمد رشیدیؒ اس کے مہتمم رہے۔ ۲۰۱۰ء میں ان کی وفات کے بعد حافظ مسعود احمد رشیدی مدظلہ نے اس کا اہتمام سنبھالا۔ ۱۹۹۱۔۱۹۹۲ء میں شعبہ کتب کا اجراء ہوا۔ اب بنین و بنات میں

شعبہ کتب میں ۲۵۰ کے قریب طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں۔ ادرہ کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ یہاں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ اپنے مبلغین سمیت بارہا تشریف لائے۔ اب بھی ادارہ علاقہ اور مضافات میں تحریک ختم نبوت کا مرکز ہے۔ مولانا مسعود احمد رشیدی اور مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ کی استدعا پر راقم نے ۲۲ر نومبر کو عصر کے بعد خطاب کیا۔

مرکزی مسجد جنڈ میں ناموس رسالت کانفرنس: جنڈ بہاول نگر کا اہم ترین قصبہ ہے۔ یہاں فاضل دیوبند مولانا عبدالعزیزؒ نے لوگوں کے عقائد و اعمال کی حفاظت و اصلاح کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ ان کی محنت کی برکت سے علاقہ اہل حق کا مرکز ہے۔ جہاں سے ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں مسلمانان علاقہ قافلوں کی صورت میں شرکت فرماتے ہیں۔ قاری عبدالعزیز عباس مدظلہ کی دعوت پر مرکزی مسجد میں ۲۲ر نومبر کو عظیم الشان ناموس رسالت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت موصوف نے فرمائی، جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض جامع مسجد کے خطیب نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس سے مولانا محمد قاسم رحمانی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی، جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ ۲۳ر نومبر کی صبح کی نماز کے بعد محمد اسماعیل شجاع آبادی نے میلاد النبی کے عنوان پر خطاب کیا۔

چک مدرسہ میں خطبہ جمعہ: مولانا غلام قادرؒ وٹو ضلع بہاول نگر کی معروف علمی شخصیت تھے۔ آپ نے اپنے ضلع میں بھرپور محنت کی۔ کئی ایک مدارس قائم کئے۔ ان کے بعد مولانا محمد شریف وٹو نے ان کے کام کو آگے بڑھایا اور مدارس کی تعمیر وترقی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ مولانا محمد شریف وٹو جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر اور حضرت درخواستیؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ کے معتمد رہے۔ جمعیت علماء اسلام کے ٹکٹ پر الیکشن بھی لڑے، مولانا کی وفات کے بعد مولانا معین الدین وٹو ان مدارس کے مہتمم اور نگران بنائے گئے۔ مولانا کی زیر نگرانی مدرسہ فیض العلوم چک مدرسہ بھی ہے۔ جو علاقہ میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ مولانا قاری محمد طیب اس ادارہ کے نگراں اور جامع مسجد کے خطیب ہیں، ان کی دعوت پر ۲۳ر نومبر جمعۃ المبارک کا خطبہ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مدرسہ فیض العلوم کی مسجد میں دیا، جس میں سینکڑوں مسلمان شریک ہوئے۔ یہاں بھی ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے تجدید عہد کیا گیا۔

وہاڑی میں ختم نبوت کانفرنس: چک نمبر 75-WB کی جامع مسجد میں جناب مولانا قاری اللہ دتہ خطیب ہیں، جو ہمارے حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم سے اصلاحی تعلق رکھتے ہیں۔ ہر سال حضرت شاہ صاحب ان کی دعوت پر تشریف لاتے ہیں۔ کسی صاحب خیر نے انہیں دو کنال زمین ہبہ کی اور انہوں نے حفظ قرآن کا مدرسہ قائم کیا، جہاں سے اس سال تین طلبا نے حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ موصوف نے ان کی دستار بندی کے عنوان سے فضائل قرآن اور ختم نبوت کانفرنس رکھی، جس میں حضرت شاہ صاحب دامت فیوضہم کے ساتھ راقم الحروف نے بھی خطاب کیا۔ تین طلبا کی دستار بندی کی گئی۔ حضرت شاہ صاحب مدظلہ کے ساتھ ساتھ راقم اور علاقہ کے علماء کرام نے دستار بندی کرائی اور یہ پروگرام ۱۱ بجے تک جاری رہا۔ ☆

ضروری اعلان

اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر، فضل اور احسان ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت کراچی" کی مسلسل اشاعت کے ۳۷ سال مکمل ہو چکے ہیں۔ اس پر ادارہ اپنے معزز قارئین کی محبت، دلچسپی، تعاون اور سرپرستی کا تہہ دل سے معترف اور شکر گزار ہے۔ ہم اپنے قارئین سے ایک بات عرض کرنا چاہتے ہیں، جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں گزشتہ کئی سالوں میں مہنگائی کی وجہ سے ہر چیز کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے، لیکن ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کی قیمت میں تقریباً دس سالوں میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ لیکن اب حالات کی وجہ سے اس قیمت کو برقرار رکھنا ادارہ کے لئے انتہائی مشکل ہو گیا ہے۔ اس لئے یکم جنوری ۲۰۱۹ء سے ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کی قیمت فی شمارہ ۱۵ روپے اور زر سالانہ ۷۰۰ روپے کیا جا رہا ہے۔ ہم اپنے قارئین سے بجا طور پر یہ توقع اور امید رکھیں گے کہ اس اضافہ کو قبول کر کے ادارہ کے ساتھ حسب سابق اپنا تعاون وسرپرستی مزید بڑھائیں گے۔ والسلام

محمد انور رانا، سرکولیشن منیجر

ایک عظیم علمی، ادبی، سوانحی اور تاریخی شاہکار دستاویز

چمنستانِ ختمِ نبوّت کے گلہائے رنگا رنگ

ایسے ۹۴۴ نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ وسوانح، حالات وحکایات جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات سرانجام دیں۔

ترتیب
شاہینِ ختمِ نبوّت
مولانا اللہ وسایا مدظلہ

تین جلدوں کا مکمل سیٹ

قیمت صرف 500 روپے

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت

حضوری باغ روڈ، ملتان پاکستان 061-4783486